عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۵ | ۲۴ رشعبان تا کیم رمضان ۱۴۳۷ھ مطابق کیم تا ۷ رجون ۲۰۱۶ء | شمارہ: ۲۱

سیرتِ نبوی کا تجارتی پہلو

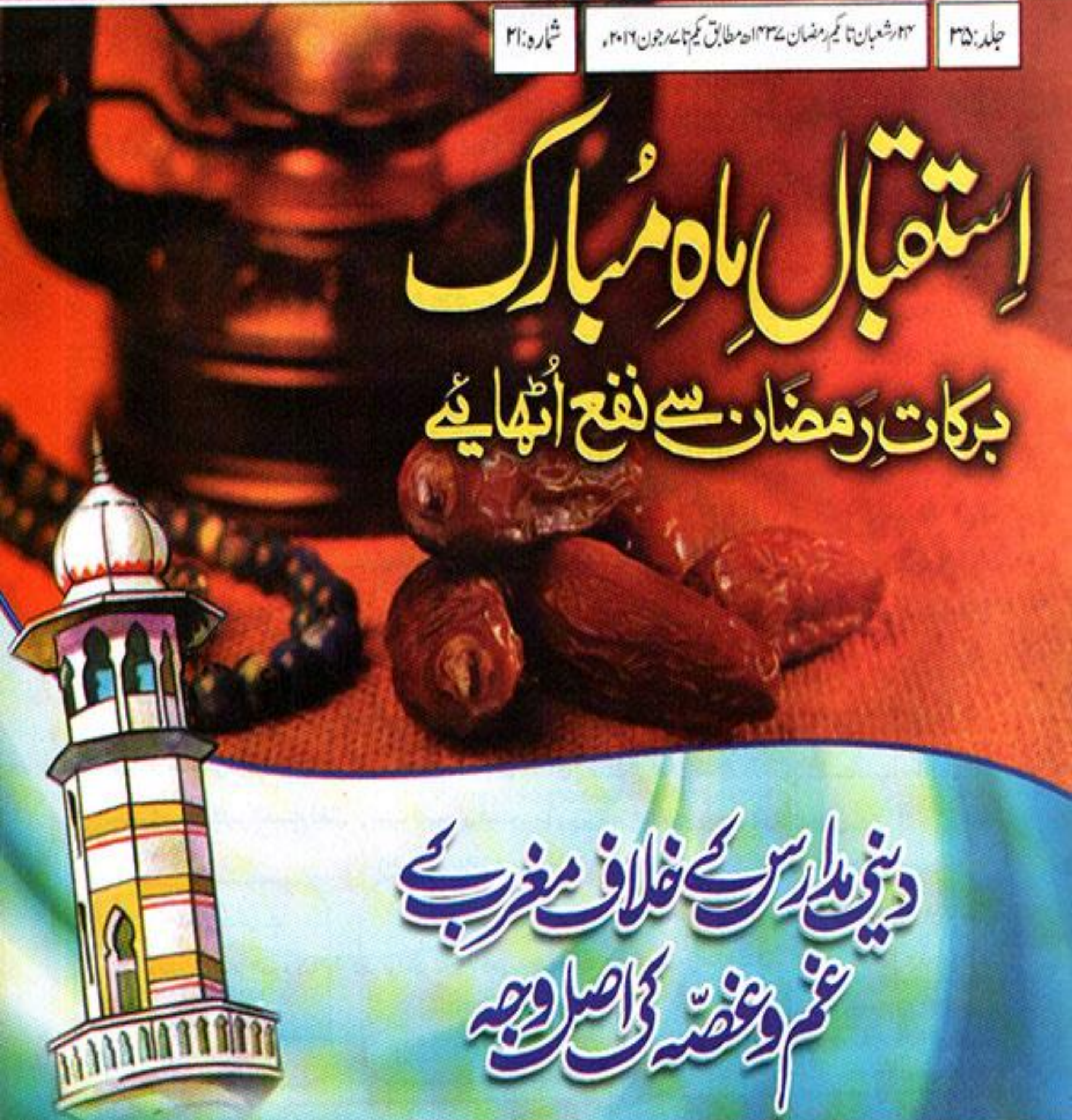

اِستقبالِ ماہِ مُبارک

برکاتِ رمضان سے نفع اُٹھائیے

دینی مدارس کے خلاف مغرب کے غم وغصّہ کی اصل وجہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: editorkn@yahoo.com

رمضان کے روزہ میں خیر و برکت ہوتی ہے

س:......کیا حاملہ خواتین رمضان المبارک میں روزہ چھوڑ سکتی ہیں، بعد میں قضا کرلیں گی، کیا شرعاً انہیں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے؟

ج:......اگر حاملہ عورت کی روزہ رکھنے سے صحت خراب ہوجاتی ہو اور ماہر دیندار ڈاکٹر بھی کہے کہ روزہ نہ رکھیں تو ایسی صورت میں روزہ چھوڑ سکتی ہے بعد میں اس کی قضا کرلی جائے، لیکن اگر صحت مند وتندرست ہو اور روزہ رکھنے کی ہمت بھی ہو تو روزہ چھوڑنا جائز نہیں۔

س:......میں سفر پر جارہا ہوں اور سفر میں روزہ چھوڑ سکتے ہیں، لیکن اگر میں روزہ رکھ لوں تو کیا حکم ہے؟

ج:......دوران سفر مشقت کی وجہ سے روزہ چھوڑنے کی شریعت نے اجازت دی ہے لیکن اگر سہولت ہو تو روزہ رکھ لینا افضل ہے، کیونکہ جو خیر وبرکات رمضان المبارک میں حاصل ہوتی ہیں وہ بعد میں کہاں حاصل ہوں گی؟ اگر روزہ چھوڑ دیا اور بعد میں قضا بھی کرلیا تو اگرچہ ذمہ سے فرض ساقط ہوگیا اور گناہ بھی نہ ہوا، لیکن رمضان کی برکات سے محروم رہا۔ اس لئے روزہ رکھ لینا افضل ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

"عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت: ان حمزة بن عمرو الاسلمی قال للنبی صلی اللّٰه علیه وسلم اصوم فی السفر؟ وکان کثیر الصیام فقال ان شئت فصم وان شئت فافطر۔" (مشکوٰۃ، ص:۱۷۷، طبع قدیمی)

اور الدر المختار میں ہے:

"ویندب لمسافر الصوم لآیة "وأن تصوموا خیر لکم" والخیر بمعنی البر لا افعل تفضیل ان لم یضره فان شق علیه .... فالفطر افضل وفی الشامیة ان لم یضره أی بما لیس فیه خوف هلاک والاوجب الفطر ...الخ۔" (فتاویٰ شامی، ص:۴۲۳، ج:۲، طبع ایچ ایم سعید)

خواتین کے لئے تراویح کا حکم

س:......کیا خواتین کے لئے بھی بیس تراویح پڑھنا ضروری ہے یا وہ آٹھ رکعات بھی پڑھ سکتی ہیں؟

ج:......مرد وعورت دونوں کے لئے ہی بیس رکعات تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، بلاعذر چھوڑنا ناجائز اور گناہ ہے۔ گھر میں اگر کسی حافظ صاحب کا انتظام نہ ہوسکے تو خواتین اپنی تراویح علیحدہ علیحدہ خود ہی پڑھیں۔ دو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرلیں اور آخری دس سورتیں سورۃ الفیل سے سورۃ الناس تک حفظ کرلی جائیں، ہر رکعت میں ایک سورت پڑھیں، اس طرح دس رکعات میں دس سورتیں پوری ہوجائیں گی، دوبارہ سے اسی طرح پڑھیں تو بیس تراویح پوری ہوجائیں گی اور اجر وثواب بھی پورا پورا حاصل ہوگا۔

بیٹھ کر تراویح پڑھنا

س:......کیا تراویح بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں؟ اگر کھڑے ہونے کی ہمت نہ ہو یا تھکاوٹ زیادہ ہو تو بیٹھ کر پڑھنا صحیح ہوگا؟

ج:......نماز تراویح کھڑے ہوکر ادا کرنی چاہئے۔ اگر کوئی عذر ہو تو بیٹھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں اور بغیر عذر بیٹھ کر تراویح پڑھنے سے ثواب آدھا ہوجائے گا، اگرچہ نماز تراویح ادا ہوجائے گی۔ جیسا کہ عالمگیری میں ہے:

"اتفقوا علی ان اداء التراویح قاعدا لایستحب بغیر عذر واختلفوا فی الجواز قال بعضهم یجوز وهو الصحیح الا ان ثوابه یکون علی النصف من صلاۃ القائم۔" (عالمگیری، ص:۱۱۸، ج:۱)

ہفت روزہ ختم نبوت

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۵ — ۲۴ رشعبان تا کیم رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ مطابق کیم تا ۷ رجون ۲۰۱۶ء — شمارہ:۲۱

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مضمون	صفحہ	مصنف
برکات رمضان سے نفع اٹھایئے!	۴	محمد اعجاز مصطفی
استقبال ماہ مبارک	۶	ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
سیرت نبوی ﷺ کا تجارتی پہلو!	۹	محمد حذیفہ بروے پوری
دینی مدارس کے خلاف مغرب کے غم وغصہ.....	۱۳	مولانا زاہد الراشدی
کیا اسلام کی اشاعت میں جبر واکراہ کو دخل ہے؟	۱۵	مولانا محمد اسرار الحق قاسمی
پروفیسر عطاء اللہ اعوان بھی چل بسے	۱۸	مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار	۱۹	ایضاً
بیوی کی بھی سنیں!	۲۱	محمد عرفان ندیم
تحفظ ختم نبوت کانفرنس، منعقدہ	۲۳	رپورٹ: عبدالمعبود حقانی
ختم نبوت علماء کنونشن...	۲۴	رپورٹ: مولانا محمد قاسم
موبائل فون کی نعمت کا صحیح استعمال کیجئے (۳)	۱۳	مفتی محمد الیاس میمن

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ:۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطی، ایشیائی ممالک:۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی:۲۲۵ روپے، سالانہ:۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

محمد اعجاز مصطفیٰ

برکاتِ رمضان سے نفع اٹھائیے!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں اور اس میں اترنے والی رحمتوں کے حصول کی غرض سے کئی ماہ پہلے اس ماہِ مبارک کا بڑے ذوق وشوق اور رغبت واہتمام سے انتظار کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے.... اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان کو بھی بابرکت فرما اور رمضان تک ہمیں پہنچادے.... گویا تمنا کی جارہی ہے کہ اگر ہمارا وقت اجل یا وقتِ موعود رمضان سے پہلے مقرر ہوچکا ہے تو یا اللہ! اس کو موخر کردیجئے اور ہمیں رمضان کی برکتوں اور نعمتوں سے مالا مال ہونے کی توفیق مرحمت فرمادیجئے۔

رمضان کی تیاری اور اس کے استقبال ہی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ”رمضان کے لئے شعبان کے ایام اور تاریخوں کو محفوظ اور گنتے رہو... کہ جیسے ہی رمضان آجائے، اس کے لمحات اور اوقات کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طاعات اور بندگی میں صرف کرنا شروع کردو اور اس کا کوئی لمحہ ضائع اور بے مقصد نہ ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں کثرت سے روزے رکھتے تھے، حتیٰ کہ شعبان کو رمضان المبارک کے ساتھ ملا دیتے، گویا یہ بھی ایک اعتبار سے رمضان المبارک کی تیاری تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عذر شرعی کی بنا پر رہ جانے والے اپنے روزوں کی قضا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شعبان المعظم میں کیا کرتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو شعبان المعظم کی پندرھویں رات کو قیام اور دن کو روزہ رکھنے کی ترغیب دی ہے فرمایا:... جب شعبان کی پندرھویں رات آئے تو رات کو شب بیداری کرو اور دن کو روزہ رکھو، تحقیق اللہ تعالیٰ چودھویں دن غروب آفتاب کے بعد آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور اپنے بندوں کو ندا کرتے ہیں کہ تم میں کوئی ہے جو اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرے اور میں اس کو بخش دوں... الخ۔ گویا یہ بھی ایک گونہ رمضان کی تیاری ہی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ شعبان کے بعد رمضان تک اپنی امت کو عام طور پر نفلی روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ اس کی وجہ بھی یہی سمجھ میں آتی ہے کہ ان نفلی روزوں کی وجہ سے کوئی کمزوری وغیرہ نہ آجائے کہ رمضان المبارک کے فرض روزے رکھنا مشکل ہوجائے، گویا یہ بھی امت پر شفقت کے لئے ہے۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شک کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا: یعنی کسی کو یہ شک ہو کہ یہ ۳۰ رشعبان المعظم کا روزہ ہے یا یکم رمضان کا؟ اگر شعبان ہے تو نفلی روزہ ہوجائے گا اور اگر رمضان ہے تو رمضان کا فرض روزہ ہوجائے گا، ایسے شک والے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان سے چند دن پہلے رمضان کی اہمیت، عظمت اور فضیلت بتانے کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کو ایک تفصیلی خطبہ ارشاد فرمایا، جس کو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اس طرح نقل کیا ہے:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخری تاریخ میں ہم لوگوں کو وعظ فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آرہا ہے، جو بہت بڑا مہینہ ہے، اس میں ایک رات ہے (شب قدر) جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کی رات کے قیام (یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بنایا ہے، جو شخص اس مہینہ میں فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے، یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے، اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا، اور روزہ دار کی مانند اس کو ثواب ہوگا، مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہ کیا جائے

گا‘ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے تو آپؐ نے فرمایا کہ (پیٹ بھر کر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ جل شانہ ایک کھجور سے کوئی افطار کرا دے یا ایک گھونٹ پانی پلا دے یا ایک گھونٹ لسی پلا دے اس پر بھی مرحمت فرما دیتے ہیں‘ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے‘ اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے‘ جو شخص ہلکا کر دے اپنے غلام و خادم کے بوجھ کو حق تعالیٰ شانہ اس کی مغفرت فرماتے ہیں‘ اور چار چیزوں کی اس میں کثرت رکھا کرو‘ جن میں سے دو چیزیں اللہ کی رضا کے واسطے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمہیں چارہ کار نہیں‘ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور جہنم سے پناہ مانگو‘ جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے حق تعالیٰ (قیامت کے دن میرے حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔“ (مشکوٰۃ‘ ص:۱۷۳)

اس خطبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے دن کا روزہ، رات کو تراویح، روزہ افطار کرانے کی فضیلت، ملازموں کے کام میں تخفیف کے علاوہ چار کاموں کے کرنے کی تاکید کی ہے: ا:... لا الہ الا اللہ کی کثرت، ۲:... استغفار کی کثرت، یہ دو کام تو ایسے ہیں کہ جس کے کرنے والے سے اللہ تعالیٰ بہت خوش اور راضی ہوتے ہیں اور دو کام ایسے ہیں کہ جن کی خود کرنے والے کو ضرورت ہے: ا:... اللہ تبارک وتعالیٰ سے جنت کا سوال ۲:... اللہ تبارک وتعالیٰ سے جہنم سے پناہ۔ عربی زبان میں یوں کہئے: ”اسئلک الجنة“... اے اللہ! میں آپ سے جنت کا سوال کرتا ہوں‘ ”اعوذبک من النار“... اے اللہ! میں آپ سے جہنم سے پناہ مانگتا ہوں، گویا دعاؤں کا اہتمام کرے۔ قرآن کریم کے الفاظ اور انداز سے بھی چند کاموں کی نشان دہی ہوتی ہے: ا:... روزہ، ۲:... قرآن کریم کی تلاوت کی کثرت، ۳:... دعاؤں کا اہتمام۔ گویا روزہ اور قرآن دونوں کی حیثیت لازم وملزوم کی ہے۔ جہاں روزہ وہاں قرآن کریم کی تلاوت۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: رمضان اور قرآن یہ دونوں اللہ تبارک وتعالیٰ سے سفارش کریں گے اور اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی سفارش کو رد نہیں فرمائیں گے اور دعاؤں کے متعلق آیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ رمضان میں روزانہ ایک دعا قبول فرماتے ہیں۔ کوئی پتہ نہیں کہ کون سا لمحہ ایسا ہو کہ ہماری دعا اس لمحہ قبولیت کا درجہ پالے۔

رمضان میں کئے گئے معمولات اور عبادات کی قبولیت کے لئے ایک بنیادی شرط یہ ہے کہ پیٹ میں جانے والا لقمہ حلال کا ہو، ہر روزہ دار اور عبادت گزار کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ میری سحری اور افطاری طیب پاک اور حلال چیز سے ہو۔ اگر ہماری روزی میں حرام کی آمیزش ہوگی تو نہ فرض قبول ہے، نہ نفل قبول اور نہ ہی کوئی دعا قبول ہوتی ہے۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہت سے لوگ دور دراز کا سفر مشقتوں اور تکلیفوں کو جھیلنے کے بعد اللہ کے دربار میں پیش ہوتے ہیں، بیت اللہ کا غلاف پکڑ کر یارب، یارب! کہتے ہیں، ان کی دعا کیسے قبول ہو جبکہ ان کا کھانا حلال نہیں، ان کا لباس پاکیزہ نہیں، اس لئے سحری اور افطاری حلال کمائی کی ہو۔

رمضان المبارک کی تمام عبادات اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے ہوں اور پھر اس کا صلہ اور اجر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ خود عطا فرمائیں گے، ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہوتے ہیں کہ سوائے بھوک اور پیاس کے ان کو کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے شب بیدار اور رات کو قیام کرنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ سوائے جاگنے کے ان کو کچھ نہیں ملتا۔ رمضان مبارک کہ جس میں سرکش شیاطین قید کرلئے جاتے ہیں، ہر مسلمان مرد، عورت روزہ سے ہوتا ہے، ہر آن اور ہر لمحہ اللہ تبارک کی برکتوں اور رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ نفل، فرض کے برابر اور ایک فرض ستر فرائض کے برابر ہو جاتا ہے۔ نیکیاں کرنے والوں کو بلایا جاتا ہے کہ آگے بڑھو اور برائی کرنے والوں کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ اب رک جاؤ۔

ہمیں چاہئے کہ ایسے ماحول اور اوقات کو قیمتی بنائیں اور رمضان کی ان مبارک ساعات اور لمحات سے زیادہ سے زیادہ نفع اٹھائیں، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”جس نے بغیر شرعی عذر کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دیا تو یہ اتنا بڑا خسارہ اور نقصان ہے کہ اگر ایک آدمی ساری زندگی روزے رکھتا رہے تو اس ایک روزہ کے اجر وثواب کو نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہماری زبان، ہماری آنکھ، ہمارے کان اور تمام اعضاء سے بھی روزہ کا اظہار ہو۔ روزہ کی حالت میں زبان سے غیبت، چغلی، جھوٹ، سرزد نہ ہو، آنکھ غلط جگہ استعمال نہ ہو، کان اور تمام اعضاء ناجائز اور حرام چیزوں کے سننے اور کرنے سے محفوظ ہوں تو ان شاء اللہ! امید ہے کہ پھر ہمارا روزہ عنداللہ مقبول ہوگا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اجر وثواب کا مستحق ہوگا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

استقبالِ ماہِ مبارک

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

مرسلہ: مولانا سید محمد زین العابدین

الحمد للہ رب العلمین، والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین، وعلی آلہ وصحبہ اجمعین، ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین، اما بعد!

رمضان المبارک کی آمد نہایت ہی خوشی اور مسرت کا باعث ہے اور ہر مسلمان اس ماہِ مبارک کا اِستقبال کرتے ہوئے اَپنے دل میں ایک خوشی محسوس کر رہا ہے اور اللہ کا شکریہ اَدا کر رہا ہے کہ اُس نے ایک بار پھر یہ مبارک مہینہ نصیب فرما کر روزہ جیسی اَہم عبادت اَدا کرنے کا موقع دِیا ہے۔ جس میں وہ اس عبادت کے ذریعہ تقویٰ کی صفت حاصل کرے گا اور اَپنے نفس اور خواہشات پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد اَپنی اِسلامی شخصیت کو ظاہر کرے گا۔ روزہ اِسلام کے پانچ اَرکان میں ایک رُکن شمار ہوتا ہے۔ اِرشادِ باری ہے:

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ." (البقرۃ:۱۸۳)

ترجمہ: "اے اِیمان والو! فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے اَگلوں پر تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔" (ترجمہ از شیخ الہندؒ)

آج ہر مؤمن کو اِس عظیم مہینہ کی آمد پر خوشی ہے، اِس لئے کہ یہ کمائی اور نفع حاصل کرنے کا مہینہ ہے۔ اس ماہ میں ایک فرض کے اَدا کرنے پر ستر فرض کے برابر ثواب ملتا ہے جسے کسی دُوسرے مہینہ میں اَدا کیا جائے اور اس ماہ میں نفلی عبادات کے اَدا کرنے پر فرض کے برابر ثواب ملتا ہے اور روزہ دار کا روزہ اِفطار کرانے پر روزہ دار کے برابر ثواب ملتا ہے چاہے پانی کا گھونٹ ہی کیوں نہ ہو۔

آج ہر مسلمان اس مبارک مہینے کی آمد پر مسرت محسوس کر رہا ہے، کیوں کہ اُس کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بشارت ہے:

"عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من صام رمضان ایماناً واحتساباً غفرلہ ماتقدم من ذنبہ، ومن قام رمضان ایماناً واحتساباً غفرلہ ماتقدم من ذنبہ، ومن قام لیلۃ القدر ایماناً واحتساباً غفرلہ ماتقدم من ذنبہ۔" (مشکوٰۃ،ص:۱۷۳)

ترجمہ: "جس نے رمضان المبارک کا روزہ رکھا اِیمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے تو اُس کے گزشتہ گناہ معاف کردیے جائیں گے اور جس نے رمضان کی راتوں میں عبادت کی اِیمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیے جائیں گے۔"

اس مبارک ماہ کی آمد پر جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے تاکہ اِیمان والوں کے لئے اس مبارک ماہ میں عبادت کرنا آسان ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اِس مبارک ماہ کی آمد پر خاص اہتمام فرماتے تھے اور شعبان کی آخری تاریخ میں حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اَجمعین کو جمع فرما کر اُن کے سامنے اِس مبارک ماہ کی اَہمیت، فضائل اور اس کی خصوصیات بیان فرماتے۔ تاکہ ہر مسلمان جب اس فریضے کو اَدا کرے تو اُس کے سامنے اس کی عظمت اور اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ فضائل ہوں اور وہ اس فریضہ کو اَدا کرکے اس سے پورا پورا فائدہ اُٹھائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے لوگو! تمہارے پاس ایک عظیم الشان مبارک مہینہ آرہا ہے۔ اُس میں ایک رات ایسی ہے جس میں عبادت کرنا ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ماہ کے روزے کو فرض قرار دِیا ہے اور اُس کی راتوں کی عبادت کو نفل قرار دِیا ہے۔ جس شخص نے اس ماہ میں کوئی بھی خیر کا کام کیا اُسے ایک فرض کے برابر ثواب ملے گا، جو کسی نے رمضان کے علاوہ اَدا کیا ہو اور جس نے اس ماہ میں ایک فرض اَدا کیا اُسے ستر فرض کے برابر ثواب ملے گا، جو کسی نے رمضان کے علاوہ اَدا کیا ہو۔ اور یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ ہمدردی کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جس میں مؤمن کے رزق میں اِضافہ کردیا جاتا ہے، جس نے اس ماہ میں کسی روزہ دار کا روزہ اِفطار کرایا تو اُس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا اور اُس کی گردن آگ سے آزاد ہوجائے گی اور اُسے اس روزہ

دار کے ثواب کے برابر اجر ملے گا بغیر اس کے کہ اس کے ثواب میں کوئی کمی ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ہر شخص کے بس کی بات نہیں کہ وہ روزہ دار کو روزہ افطار کرائے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ثواب اللہ تعالیٰ ہر اُس شخص کو عطا فرمائے گا جس نے روزہ دار کو روزہ افطار کرایا چاہے ایک کھجور سے یا سادے پانی سے یا دُودھ کے گھونٹ سے۔ پھر فرمایا: یہ ایسا مہینہ ہے جس کے ابتدائی حصہ میں رحمت کا نزول ہوتا ہے اور درمیانے حصے میں گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے اور آخری حصہ میں گردنوں کو آگ سے آزاد کرایا جاتا ہے، جس شخص نے اس مہینہ میں اپنے غلام اور خادم کے کام میں تخفیف کر دی، اللہ اسے معاف کر دے گا اور اسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دے گا، اس مہینہ میں چار خصلتوں کو کثرت سے بجالاؤ ان میں دو خصلتیں تو وہ ہیں جن کے ذریعے تم اپنے رب کو راضی کرو گے اور دو خصلتیں وہ ہیں جن کے بغیر تمہیں کوئی چارہ نہیں۔ وہ دو خصلتیں جن کے ذریعے تم اپنے رب کو راضی کرو گے: ایک کثرت سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھو اور دُوسری کثرت سے استغفار کرو اور دو وہ خصلتیں ہیں جن کے بغیر تمہیں کوئی چارہ نہیں ایک اُس سے جنت کا سوال کرو اور دُوسری اللہ تعالیٰ سے آگ کی پناہ مانگو اور جو شخص روزہ دار کو پانی پلائے گا اسے اللہ تعالیٰ میرے حوضِ کوثر سے پانی پلائے گا جس کے پینے کے بعد اسے جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔'' (الترغیب:۱/۲۲۸)

رمضان المبارک کا مہینہ نزولِ قرآن کا مہینہ ہے، اس ماہ میں جس قدر ہو سکے قرآن کریم کی تلاوت کی جائے اور اللہ جل شانہ کی رحمتوں اور برکتوں سے مستفید ہوا جائے، ہمارے شیخ و مربی محدث العصر حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ماہِ رمضان کی آمد آمد ہے، انوار و تجلیاتِ ربانیہ سایہ فگن ہوں گی، عاصی پُر معاصی ابن آدم کے لئے سامانِ مغفرت تیار ہوگا، جوادِ مطلق کے جود و کرم کا فیضان عام ہوگا، ایمان و عمل کی بہار آئے گی، توفیق و سعادت، شکست خوردگانِ معصیت کا دامن تھامے گی، رندانِ بادہ نوش بھی ایک بار توبہ و انابت کی سلسبیل میں غوطہ لگا کر قدسیوں سے قدم ملانے کی ہمت کریں گے، ابوابِ جنت مفتوح ہوں گے، ابوابِ جہنم پر قفل چڑھا دیے جائیں گے،'' اے خیر کے طالب! آگے بڑھ اور اے شر کے قاصد رک جا'' کی غیبی صدائیں بلند ہوں گی، ہر رات بے شمار گناہ گاروں کی آتشِ دوزخ سے آزادی کے فیصلے سنائے جائیں گے۔

نفسِ امّارہ کے تزکیہ و اصلاح کے لئے حق تعالیٰ نے روزہ فرض فرمایا تا کہ مؤمن تقویٰ کے بلند مراتب حاصل کر کے مرتبہ ولایت پر فائز ہو جائے، راتوں کو قرآن کریم سننے سنانے کی ترغیب دی اور اپنا کلام پاک بندوں کی زبان پر جاری کرنے کے مواقع بہم فرمائے، روزہ سے نفس کے تزکیہ کا سامان اور رُوح کی تربیت کے لئے کلامِ پاک سے بہرہ اندوز ہونے کا انتظام فرمایا گیا، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس ماہِ مبارک میں زمین کا رابطہ ملاءِ اعلیٰ سے قائم کر دیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کو جب سے لیل و نہار کا نظام قائم فرمایا ہے عجیب و غریب برکات و تجلیات کا موسم بنایا ہے اور اس خاک کے پتلے کی اصلاح رُوح و تہذیبِ نفس کے لئے جب بھی کوئی آسمانی تحفہ اُتارا ہے اس کے لئے اسی ماہ کا انتخاب فرمایا گیا ہے، صحفِ ابراہیم سے قرآن کریم تک تمام رُوحانی تحفے اور عجیب عجیب احکامِ ربانی اور قوانینِ الٰہی پر مشتمل نظام نامے سب اسی ماہِ مبارک کی برکات ہیں... الغرض حق تعالیٰ نے ازل ہی سے کائنات کو اپنی رحمت سے سرفراز کرنے کے لئے اس ماہِ مبارک کو مشرف فرمایا ہے۔

بہر حال رمضان مبارک مصحفِ سماویہ اور کتبِ الٰہیہ خصوصاً قرآن کریم کی ایک دینی یادگار ہے، جو وحی آسمانی نے خود قائم کی ہے، لیکن اس یادگار اور جشن وحی کے لئے صرف یہ صورتیں نہیں رکھی گئیں کہ جگہ جگہ چراغاں کیا جائے، در و دیوار عجیب و غریب جاذبِ نظر و دل کش مناظر سے آراستہ کیے جائیں، رنگا رنگ قمقموں سے سرزمین جگمگا اُٹھے، شامیانے لگائے جائیں، تفریحات کا دور دورہ ہو، عبادت کی فکر ہو نہ نماز کا خیال، خدا کا نام ہو نہ کوئی دینی کام، بے جا اسراف و تبذیر کر کے قوم اور ملک کی توانائی کو ختم کیا جائے، گویا ایک خدا فراموش قوم کی زندگی ہو جس کو ابتداء کی فکر نہ انتہاء کا تصور، نہ مبداء کا خیال ہو نہ معاد کا عقیدہ، یوں ہی لہو لعب کی دُنیا ہو اور عیش پرستی کا سامان۔

آج کل جو یادگاریں قائم کی جاتی ہیں اُس کا حاصل تو یہی ہوتا ہے لیکن جو چیز اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں اصلاحِ نفوس کے لئے بھیجی ہو، جس سے رُوحوں کو جلا ملے، جس سے انسان حیوانات اور درندوں کی صف سے نکل کر فرشتہ خصلت بن جائے، غریبوں اور فقیروں کی خبر گیری کی جائے، مسکینوں، یتیموں پر رحم کیا جائے، الغرض انسان انسانیت کے اعلیٰ ترین اخلاق و اوصاف سے آراستہ ہو جائے، انہی مقاصد کے پیشِ نظر حق

تعالیٰ نے ماہِ رمضان المبارک کے روزے فرض کر دیئے اور راتوں کو قیام کی سنت جاری فرمادی، تاکہ بندۂ مؤمن اس کی راتوں میں قرآن پڑھے یا سنے، کبھی بارگاہِ عظمت وجلال کے سامنے سربسجود ہوکر، کبھی جھک کر تعظیم و تقدیس بجالائے، کبھی کھڑے ہوکر قرآنِ کریم کے رقت انگیز نغموں سے دل کو گرمائے اور "یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ" "وہ یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے بھی، بیٹھے بھی اور لیٹے بھی" کا پیکر بن جائے اور دنوں میں اسی قرآن پر عمل کی توفیق نصیب ہو، آنکھیں نیچی اور زبان کلمۂ خیر کے علاوہ بند رکھے، لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرے، نفسانی خواہشات کے کسی تقاضے کو پورا نہ کرے، صدقہ وخیرات کرے، ہر کارِ خیر کی طرف لپکے اور اُس کی بجا آوری میں دریغ نہ کرے، ہر برائی سے بچے، الغرض سیرت وصورت اور عمل وکردار کے لحاظ سے سراپا فرشتہ بن جائے، ظاہر وباطن کی ایسی اصلاح ہوجائے کہ اُس کے سرتاپا سے ظاہر ہو کہ یہ ایک باخدا قوم کا فرد ہے، اب آپ کے خیال میں ماہِ رمضان اور نزولِ قرآن کا باہمی تعلق واضح طور پر آگیا ہوگا، یہ ہے حقیقی یادگار نزولِ قرآن کی۔" (بصائر وعبر، جلد دوم، ص:۲۰۷)

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ ماہِ مبارک کی آمد پر خوشی کا اظہار کرے اور دل سے اس کا استقبال کرے، دن میں روزہ رکھے اور اُس کے تمام آداب بھی بجالائے، اس کی راتوں کو تراویح اور عبادت میں گزارے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرے اور اپنی استطاعت کے مطابق فقراء ومساکین کی خدمت کرے، نیز روزے کی حالت میں اپنی زبان، آنکھ، کان، ہاتھ اور سارے اعضائے جسم کی گناہوں سے حفاظت کرے۔ تاکہ یہ فرض اللہ کے ہاں قبول ہو اور اس کے اچھے اثرات ہماری زندگی میں ظاہر ہوں۔☆

رمضان المبارک

بحمد اللہ زہے قسمت کہ پھر ماہِ صیام آیا
ہزاروں رحمتوں کا ماہِ نو لے کر پیام آیا
جدھر دیکھو اُدھر انبار ہیں انواعِ نعمت کے
جدھر جاؤ اُدھر انوار ہیں اقسامِ رحمت کے
مقفل ہوگئی دوزخ مقید ہوگیا شیطاں
سجایا جارہا ہے ازسرِنو روضۂ رضواں
یہ کس کے واسطے تزئین روئے فرش ہوئی ہے
تعالیٰ اللہ یہ رحمت امتِ احمد ﷺ پہ ہوئی ہے
جزا روزے کی روزِ جزا حیراں کردے گی
تصور جس کا ناممکن ہے وہ دولت عطا ہوگی
مگر ترکِ خورش کا نام روزہ تو نہیں ہوتا
تمام اجزائے جسمانی کا ہونا چاہئے روزا
ہمیں افسوس ہے ایسوں پہ جو روزہ نہیں رکھتے
خدا کی بے بہا نعمت سے دامن پُر نہیں کرتے
گلی کوچوں میں بازاروں میں یہ نظارہ دیکھا ہے
کہ اک پردہ کے پیچھے شکم دوزخ گرم ہوتا ہے
خدا توفیق بخشے تاکہ اس کی عظمتیں سمجھیں
مبادا روزِ محشر اپنی کوتاہی پہ پچھتائیں
یہ امت وہ ہے جس پر انبیاؑ نے رشک فرمایا
ذرا سوچو کہ کنتم خیر امت کس نے فرمایا
الٰہی اس شرف کی روزِ محشر لاج رکھ لینا
ہماری عیب پوشی رحمتوں سے اپنی کرلینا
خداوندا ہمیں راہِ ہدایت اور عظمت دے
بلندی میں کم از کم اوجِ سدرۃ تک تو پہنچادے

قاری محی الدین احمد مکنونؒ

سیرت نبوی ﷺ کا تجارتی پہلو

محمد حذیفہ ہردے پوری

جزیرۂ عرب ایک بالکل بے آب وگیاہ علاقہ ہے جہاں کھیتی باڑی کرنے یا مویشی پالنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور چونکہ اس دور میں اہلِ عرب علم و ہنر اور فنون سے بھی نا آشنا تھے: اس لئے ان کے لئے معاش کے طور پر ایک پیشہ تجارت ہی بہترین قرار پاسکتا تھا ویسے بھی جزیرۂ نما عرب دنیا کے عین وسط میں ہونے کی بنا پر مختلف ملکوں کے درمیان ایک بہترین مقام اتصال تھا، اس لئے یہاں کے باشندوں کا عام پیشہ تجارت تھا اور وہ تجارت کے سلسلے میں دور دراز کے ممالک کی طرف سیاحی کرتے رہتے تھے۔ ان کے تجارتی قافلے ایک جانب تو بحر ہند سے لے کر بحیرۂ روم تک اور دوسری جانب جنوب عرب میں عمان و یمن سے لے کر شمال میں فلسطین و شام تک چلتے رہتے تھے۔ اس طرح یہ بڑی بڑی تجارتی شاہراہیں انھیں کے قبضے میں تھیں اور ان کے بڑے بڑے تجارتی کارواں مال و اسباب سے لدے ہوئے آتے جاتے رہتے تھے۔ موسم گرما میں ان کے سفر شمال میں شام کی طرف ہوتے اور موسم سرما میں جنوب میں عمان و یمن کی طرف۔ آبادی کا بیشتر حصہ اسی تجارت پر گزر بسر کرتا اپنا بیشتر سرمایہ تجارتی کاموں میں لگائے رکھتا قافلوں کی واپسی پر منافع آپس میں تقسیم ہوتے۔

یہ تاجر پیشہ لوگ دوسرے باشندوں کی بہ نسبت آسودہ تھے، ان میں سے قبیلہ قریش کا تجارتی مقام تو بہت بلند تھا: بلکہ وہ عرب کی پوری تجارت پر حاوی تھے جس کی شہادت خود اللہ جل شانہ نے اپنے کلام مقدس میں دی ہے:

"لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ O إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ۔" (القریش آیت ۱،۲)

ماضی قریب کے مشہور محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہ اپنی تصنیف "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی" میں لکھتے ہیں: "چین وعرب کی تجارت عرب سے ہو کر یورپ جاتی تھی قریش کا عرب کی تجارت پر حاوی رہنا، مصر و شام، عراق وایران، یمن وعمان، حبش وسندھ وغیرہ سے انھوں جو تجارتی معاہدے کر رکھے تھے اور رحلۃ الشتاء والصیف کے باعث شمال و جنوب کے جس طرح قلابے ملاتے رہتے تھے وہ سب جانتے ہیں۔" (ص ۷۳)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خانوادۂ قریش میں ہی آنکھیں کھولیں اور اسی تجارتی ماحول میں نشوونما پائی لہٰذا آپ تجارت جیسے مقدس پیشے سے الگ کیسے رہ سکتے تھے آپ کے چچا ابوطالب بھی تاجر تھے اور تجارت کے لئے دور دراز کے سفر اختیار کیا کرتے تھے دادا کی وفات کے بعد انھوں نے آپ کی پرورش کا ذمہ اپنے کندھوں پر اٹھایا اور آپ کو اپنی اولاد سے بڑھ کر محبوب رکھا اسی محبت کی بنا پر آپ کو اپنے ساتھ سفر پر بھی لے جانے لگے۔

آپ کا پہلا تجارتی سفر:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۱۲ سال دو ماہ ہو چکی تھی کہ آپ کے چچا ابو طالب نے قریش کے قافلۂ تجارت کے ساتھ شام کا ارادہ کیا مصائب سفر کے خیال سے ابو طالب کا ارادہ آپ کو ہمراہ لے جانے کا نہ تھا، عین روانگی کے وقت آپ کے چہرے پر حزن وملال کے آثار دیکھے: اس لئے آپ کو اپنے ہمراہ لے لیا اور روانہ ہوئے جب شہر بصریٰ کے قریب پہنچے تو وہاں ایک نصرانی (بقول بعض یہودی) راہب تھا جس کا نام جرجیس تھا اور بحیرا راہب کے نام سے مشہور تھا۔ بحیرا کی آپ سے ملاقات ہوئی، اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پُرنور چہرے پر علامات

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

نبوت دیکھیں اور آپ کو آنے والے نبی کی پیشین گوئی کا مصداق پایا تو حضرت ابوطالب کو تاکید کی کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر عظیم الشان بنے گا، لہٰذا اسے شام کے یہودی دشمنوں سے بچایا جائے، چنانچہ حضرت ابوطالب نے فی الفور آپ کو مکہ واپس بھیج دیا۔

کاروباری مشاغل:

جیسا کہ اوپر گزرا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اصلی خاندانی پیشہ تجارت تھا اور آپ بچپن ہی میں ابوطالب کے ساتھ کئی بار تجارتی سفر فرما چکے تھے، جس سے آپ کو تجارتی لین دین کا کافی تجربہ بھی حاصل ہو چکا تھا، اس لئے آپ کو تجارت سے بڑی دلچسپی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیارے چچا ابوطالب کے کندھوں کو جو پہلے سے ہی کثیر العیال تھے مزید گراں بار کرنا نہیں چاہتے تھے؛ اس لئے آپ نے تجارت کو جاری رکھتے ہوئے ذریعۂ معاش کے لئے اسی پیشہ کو اختیار فرمایا اور تجارت کی غرض سے شام و بصریٰ اور یمن کا سفر فرمایا اور ایسی راست بازی اور امانت و دیانت کے ساتھ آپ نے تجارت کا کاروبار کیا کہ آپ کے شرکا اور تمام اہل بازار آپ کو امین کے لقب سے پکارنے لگے۔ ایک کامیاب تاجر کے لئے امانت، سچائی، وعدے کی پابندی اور خوش اخلاق تجارت کی جان ہیں، ان خصوصیات میں مکہ کے تاجر امین نے جو تاریخی شاہکار پیش کیا ہے، اس کی مثال تاریخ عالم میں نادر روزگار ہے۔ آپ جلد ہی اپنے ان اوصاف کی وجہ سے مکہ کے کامیاب ترین تاجر ثابت ہوگئے اور پوری قوم میں آپ کا نام صادق اور امین مشہور ہوگیا، آپ کی راست بازی اور حسن کردار کا سکہ ہر فرد بشر کے دل پر بیٹھ گیا اور مکہ کے بڑے بڑے تاجر اور مال دار یہ خواہش کرنے لگے کہ آپ ان کے سرمایہ اپنے ہاتھ میں لے کر ان کے کاروبار چکائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دنوں تک سائب بن قیس مخزومی کے سرمایہ سے تجارت کرتے رہے؛ بل کہ انھوں نے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تاجر امین کے لقب سے نوازا۔

آپ ﷺ کے کاروبار کا طریقہ کار:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر معاملہ سچائی اور امانت داری سے کرتے اور ہر معاملے میں سچا وعدہ کرتے اور جو وعدہ کرتے اس کو پورا ہی کرتے۔ آپ کے تجارتی ساتھی عبداللہ بن ابی الحمساء بیان کرتے ہیں کہ میں نے بعثت سے پہلے ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک معاملہ کیا میرے ذمے کچھ دینا باقی تھا میں نے عرض کیا کہ میں ابھی لے کر آتا ہوں اتفاق سے گھر جانے کے بعد اپنا وعدہ بھول گیا، تین روز بعد یاد آیا کہ میں آپ سے واپسی کا وعدہ کرکے آیا تھا، یاد آتے ہی فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر پہنچا معلوم ہوا کہ دو روز گزر گئے، آج تیسرا دن ہے وہ مکان پر نہیں آئے، گھر والے خود پریشان ہیں، میں یہاں سے روانہ ہوا اور جہاں جہاں خیال تھا، سب جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا کہیں نہیں ملے تو احتیاطاً وعدہ گاہ پر پہنچا میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب دیکھا کہ آپ اسی مقام پر موجود ہیں اور میرا انتظار کر رہے ہیں اور زیادہ حیرت اس بات پر ہوئی کہ مسلسل تین دن انتظار کی زحمت اٹھانے کے بعد بھی جب میں نے معذرت کی تو آپ نہ ناراض ہوئے، نہ لڑائی جھگڑا کیا اور نہ ڈانٹ ڈپٹ کی صرف اتنا کہہ کر خاموش ہوگئے اور وہ بھی دھیمی آواز میں: "یافتیٰ! لقد شققت علیّ انا ھٰھنا منذ ثلاث انتظرک" (سنن ابوداؤد رقم الحدیث:۴۹۹۶) کہ اے بھائی! تو نے مجھے زحمت دی میں تین دن سے اسی جگہ تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔

(ماخوذ از سیرۃ المصطفیٰ/۱/۶۹، سیرۃ النبی/۱/۹۲۱)

تجارت کے کاروبار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا معاملہ ہمیشہ صاف رکھتے تھے۔ عبداللہ بن سائبؓ فرماتے ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک تجارت تھا، جب مدینہ منورہ حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو پہچانتے بھی ہو؟ میں نے عرض کیا: "کیوں نہیں! آپ تو میرے شریک تجارت تھے اور کیا ہی اچھے شریک نہ کسی بات کو ٹالتے تھے اور نہ کسی بات پر جھگڑتے تھے۔" (سیرۃ المصطفیٰ/۱/۶۹)

قیس بن سائب مخزومیؓ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے شریک تجارت تھے "وَکَانَ خَیْرَ شَرِیْکٍ لَایُشَارِ وَلَایُمَارِ" آپ بہترین شریک تجارت تھے، نہ جھگڑتے تھے اور نہ کسی قسم کا مناقشہ کرتے تھے۔ (حوالہ بالا)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاروبار کے ایک ساتھی کا نام ابوبکر بھی تھا، وہ بھی مکہ ہی میں قریش کے

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

ایک سوداگر تھے، وہ بھی کبھی سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے۔ (سیرۃ النبی ۱/۱۲۱)

عرب میں ہر سال جو مشہور تجارتی میلے منعقد ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنا سامان تجارت ان میلوں میں لے جایا کرتے، آپ کی دیانت داری کی بنا پر آپ کا سامان میلے میں آتے ہی ہاتھوں ہاتھ بک جاتا۔ ایک دفعہ ایک میلے میں آپ بیس اونٹ لائے مگر اسی وقت کسی کام سے باہر جانا پڑ گیا تو اپنے غلام کو تاکید کر گئے کہ ان اونٹوں میں سے ایک لنگڑا ہے، اس کی نصف قیمت وصول کی جائے۔ فارغ ہوکر آپ واپس تشریف لائے تو اونٹ فروخت ہو چکے تھے۔ غلام سے دریافت کیا تو اس نے معذرت کی کہ مجھے خریداروں کو لنگڑے اونٹ کی بابت بتانا یاد نہ رہا اور میں نے اس کی بھی پوری قیمت وصول کرلی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خریداروں کا پتا دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ وہ یمن کی طرف سے آئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعے پر بڑا ملال تھا، فوراً غلام کو ساتھ لیا اور گھوڑے پر سوار ہوکر ان کی تلاش میں چل دیئے ایک دن اور ایک رات کی مسافت طے کرنے کے بعد ان کو پالیا اور ان سے پوچھا کہ تم نے یہ اونٹ کہاں سے خریدے ہیں، وہ بولے کہ ہمارے مالک نے ہمیں یمن سے میلے میں محمد بن عبداللہ کے تمام اونٹ خریدنے کے لئے بھیجا تھا اور تاکید کی تھی کہ اس کے سوا کسی اور سے کچھ سامان نہ خریدنا، ہم وہاں تین دن تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مال کو تلاش کرتے رہے، آخر تین دن کے بعد ان کا مال منڈی میں آیا تو ہم نے اطلاع پاتے ہی خرید لیا، آپ نے فرمایا بھائیو! ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ لنگڑا ہے، سودا کرتے ہوئے میرا ملازم بتانا بھول گیا، اب وہ اونٹ مجھے دے دو اور اس کی قیمت واپس لے لو یا پھر اس کی آدھی قیمت مجھ سے وصول کرلو۔ اتفاق سے ابھی تک انھیں اونٹ کے لنگڑے پن کا علم نہ ہوا تھا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اونٹ دیکھتے ہی فوراً پہچان لیا اور وہ اونٹ ان سے لے کر اس کی قیمت واپس کردی۔ بعد میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا تو انھوں نے کہا ہم تو پہلے ہی سوچتے تھے کہ ایسا شخص کوئی معمولی آدمی نہیں ہوسکتا، فوراً خدمتِ اقدس میں پہنچے اور شرفِ اسلام سے بہرہ مند ہوگئے۔ (محدث میگزین رسول مقبول نمبر ص:۸۸۱)

ان واقعات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ نے بیرون تجارت میں بھی حصہ لیا اور آپ مکہ میں گھوم پھر کر بھی کاروبار کیا کرتے تھے۔

الغرض ابوطالب کے ساتھ آپ بچپن ہی میں بعض تجارتی سفر کرچکے تھے۔ ہر قسم کا تجربہ حاصل ہوچکا تھا اور آپ کے حسنِ معاملہ کی شہرت ہر طرف پھیل چکی تھی۔ نوخیز و نوجوان محمد صلی اللہ علیہ وسلم گلہ بانی سے آگے بڑھ کر میدانِ تجارت میں آئے تو آپ کے تعلقات وسیع ہوئے۔ لوگوں کو آپ کو آزمانے اور پرکھنے کا موقع ملا، مگر یہ حقیقت ہے کہ جن لوگوں نے آپ کو زیادہ قریب سے دیکھا وہی آپ کے سب سے زیادہ گرویدہ ہوئے اور ایک عجیب بات یہ ہے کہ صرف دس بارہ سال کے عرصے میں آپ کی غیر معمولی امانت داری، راست بازی اور سچائی نے سب ہی مکہ والوں کو یہاں تک موہ لیا کہ وہ آپ کا نام لینا بے ادبی سمجھنے لگے، یہی مکہ کے بڑے بڑے تاجر اور سیٹھ جن کو اپنی دولت پر ناز تھا، جن کو اپنے بین الاقوامی تعلقات پر فخر تھا کہ ان کے تجارتی قافلے شام، یمن اور فارس وغیرہ جاتے ہیں افریقہ کے بازاروں میں ان کا لین دین ہوتا ہے، ان ملکوں کے امیروں اور بادشاہوں سے ان کی راہ و رسم ہے، ان سے اپنی بات منوا سکتے ہیں، یہی روسائے قریش جو اپنے سوا کسی کو نظر میں نہیں لاتے تھے، جو دوسروں کی گردنیں اپنے سامنے جھکوانا چاہتے تھے، جن کے مشاعروں کی جان ان کے وہ فخریہ قصیدے ہوا کرتے تھے، جن میں وہ اپنی عظمت اور بڑائی کے ترانے گاتے اور کوئی ان کا توڑ کرتا تو لڑ پڑتے تھے، یہاں تک کہ خوں ریز جنگ کی نوبت آجاتی تھی۔ دنیا جانتی ہے، تاریخ شاہد ہے کہ یتیم عبداللہ کی غیر معمولی سچائی اور امانت داری نے ان سیٹھوں اور رئیسوں کو اس حد تک متاثر اور گرویدہ بنادیا تھا کہ وہ آپ کو "الصادق یا الامین" ہی کہتے تھے، نام لینا بے ادبی سمجھتے تھے، یہ دو لفظ یہاں تک زبانوں پر چڑھ گئے کہ ملوں نے قومی لقب کی حیثیت اختیار کرلی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شام کا دوسرا سفر؛ نیز حضرت خدیجہؓ سے نکاح:

ان دنوں مکہ میں سب سے زیادہ مال دار ایک معزز خاتون سیدہ خدیجہ بنت خویلدؓ تھیں، جو دوبار بیوہ

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون:32545573

ہو چکی تھیں، انھوں نے باپ سے کثیر جائداد پائی تھی اور اب تمام تر توجہ تجارت کی طرف مبذول کر رکھی تھی اور اپنی تجارت کو باقی رکھنے کے لئے انھیں کسی ایسے امانت دار شخص کی ضرورت تھی جو کاروباری سلیقہ اور تجارتی تجربہ بھی رکھتا ہو۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اگرچہ تقریباً ۲۳ سال تھی، مگر آپ کے اوصاف حمیدہ کے چرچے شروع ہو گئے تھے، کاروباری سلیقے کی بھی شہرت ہو چکی تھی اور تجارتی قافلے کے ساتھ شام جا کر بیرونی تجارت کا بھی آپ کو تجربہ ہو چکا تھا تو انھوں نے خواہش ظاہر کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا سامان تجارت سرزمین شام کی طرف لے جائیں اور معاملہ یہ طے ہوا کہ وہ آپ کو دوسرے لوگوں کی بہ نسبت دوگنا منافع دیں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب سے مشورہ کرنے کے بعد یہ پیش کش قبول فرمائی اور ۲۳ یا ۲۴ برس کی عمر میں دوسری بار شام کی طرف روانہ ہوئے، واپسی پر آپ نے ایسا مال تلاش کیا جس کا مکہ میں فوراً نکاس ہو جائے، آپ نے شام سے یہ مال لا کر مکہ معظمہ میں فروخت کیا تو کافی نفع ہوا۔ حضرت خدیجہؓ نے شام جاتے وقت جب مال سپرد کیا تو اپنے بھروسے مند غلام میسرہ کو بھی ساتھ کر دیا۔ بہانہ یہ تھا کہ وہ خدمت کرتے رہیں گے اور مقصد یہ تھا کہ مال کی نگرانی بھی رکھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عادات و اخلاق کا بھی گہرائی سے مطالعہ کرتے رہیں۔ سفر شام سے واپسی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کا نفع حضرت خدیجہؓ کے سپرد کیا اور میسرہ نے نہ صرف امانت داری، بلکہ آپ کے عام اخلاق کی بھی ایسی تعریف کی کہ خدیجہ جو اپنی زندگی کا یہ آخری دور کسی راست باز کے حوالے کرنا چاہتی تھیں دامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کو گوہر مراد نظر آنے لگا؛ چنانچہ سفر شام سے واپسی کے دو ماہ پچیس روز بعد حضرت خدیجہؓ نے آپ کو نکاح کا پیام دیا، آپ نے اپنے چچا کے مشورے سے اس کو قبول فرمایا اور پچیس برس کی عمر میں اپنے سے پندرہ برس بڑی اور دو بار بیوہ ہو چکی خاتون کے ساتھ نکاح کیا۔

نکاح کے بعد حضرت خدیجہؓ نے اپنا مال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نچھاور کر دیا، مگر آپ نے ان کا سارا مال غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کی امداد پر صرف کر دیا اور اپنی معاش تجارت کو باقی رکھا اسی سے اپنے کنبے کی گزر بسر کرتے۔

تجارت کی خاطر آپ نے بصریٰ اور مدینہ کی جانب کئی تجارتی سفر کیے اور انھیں سفروں کے درمیان آپ قریش کی تجارتی شاہراہوں کے ہر پیچ و خم سے آگاہ ہو گئے، خصوصاً مدینہ کی سیاسی اور جغرافیائی حیثیت اچھی طرح سمجھ لی۔

چند ارشادات نبوی اور نقل کر دینا مناسب سمجھتا ہوں جن سے تجارت اور تجارت پیشہ لوگوں کی عظمت واضح ہو؛ نیز تجارت میں امت کے لئے آپ کا مقرر کردہ اصول بھی سامنے آ سکے: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بار سوال کیا گیا کہ کون سی کمائی پاکیزہ ترین ہے؟ فرمایا: اپنے ہاتھوں سے کام کرنا اور ہر حلال و جائز خرید و فروخت۔" (السنن الکبریٰ للبیہقی ۵/۲۶۳)

تجارت میں حسن معاملہ، صداقت و دیانت اور راست بازی کی ہر دم تاکیدی نصیحت فرماتے رہے، فرمایا: قیامت کے روز تاجر فجار کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے بجز اس تاجر کے جو اپنے معاملات میں خدا ترس رہا ہو، لوگوں سے حسن سلوک کیا ہو اور ہر معاملے میں سچائی کا دامن تھامے رکھا ہو۔
(ترمذی شریف حدیث ۱۲۱۰)

اسی طرح فرمایا: امانت دار اور راست باز تاجر قیامت کے دن صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ (ترمذی شریف حدیث ۱۲۰۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع میں زیادہ قسمیں کھانے سے منع فرمایا: بیع میں زیادہ قسمیں کھانے سے احتیاط برتو؛ کیونکہ اس طرح مال تو بک جاتا ہے، مگر برکت جاتی رہتی ہے۔ (مسلم شریف حدیث ۴۱۲۳)

آخری بات یہ ہے کہ بیع کرنے والوں کا سب سے پہلے آپ نے "تاجر" نام رکھا پہلے انھیں "سماسر" کہا جاتا تھا اور اس نئے نام کو تمام لوگوں نے بہت پسند کیا۔ ☆☆

خلیفہ رابع حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اقوال زریں

☆...... جس کو تم سے سچی محبت ہوگی وہ تمہیں فضول اور ناجائز کاموں سے روکے گا۔ ☆...... گناہ پر ندامت گناہ کو مٹا دیتی ہے اور نیکی پر غرور نیکی کو تباہ کر دیتا ہے۔ ☆...... سب سے بہترین لقمہ وہ ہوتا ہے جو اپنے ہاتھ کی محنت سے حاصل کیا جائے۔ ☆...... عقلمند خود کو پست کر کے بلندی حاصل کرتا ہے اور نادان خود کو بڑھا کر ذلت۔ ☆...... شکر نعمت حصول نعمت کا باعث ہے اور ناشکری حصول زحمت کا باعث ہے۔ ☆...... بے موقع حیا کرنا محرومی کی علامت ہے۔ ☆...... عقلمند وہ ہے جس کا آج کل سے بہتر ہو۔ ☆...... جب انسان کی آنکھیں اس کے نفس کی پسندیدہ چیزیں دیکھنے لگے تو دل انجام سے اندھا ہو جاتا ہے۔ ☆...... کسی کا عیب تلاش کرنے والے کی مثال اس مکھی کی ہے جو کہ انسان کا سارا خوبصورت جسم چھوڑ کر صرف زخم پر بیٹھتی ہے۔ ☆...... زندگی کے ہر موڑ پر صلح کرنا سیکھو کیونکہ جھکتا وہی ہے، جس میں جان ہوتی ہے، اکڑنا تو مردے کی پہچان ہے۔ ☆...... زندگی کو ضروریات میں رکھو خواہشات کی جانب مت لے جاؤ، کیونکہ ضرورت تو فقیر کی بھی پوری ہو جاتی ہے، لیکن خواہش بادشاہ کی بھی پوری نہیں ہوتی۔ ☆...... ہمیشہ سچ بولو تا کہ کسی موڑ پر بھی تمہیں قسم کھانے کی ضرورت نہ پڑے۔

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

دینی مدارس کے خلاف

مغرب کے غم وغصہ کی اصل وجہ

دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی کے سالانہ جلسہ دستار بندی سے خطاب

مولانا زاہد الراشدی

دارالعلوم تعلیم القرآن شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ کی یادگار اوران کا گلشن ہے جو صرف دینی درسگاہ نہیں بلکہ ایک تحریک ہے، آزمائش اور ابتلا کے دور سے گزر کر آج وہ تعمیر نو کے ساتھ اپنے نئے سفر کا آغاز کر رہا ہے، جس پر مجھے بہت خوشی ہے اور میں اس پر حضرت مولانا اشرف علی صاحب اور ان کے رفقاء و معاونین کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

مجھ سے پہلے فاضل مقررین نے دینی مدارس کے حوالہ سے موجودہ صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے دینی مدارس کے خلاف عالمی مہم پر بات کی ہے میں بھی اسی حوالہ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، دینی مدارس کے خلاف یہ مہم کوئی نئی بات نہیں بلکہ جب سے مدارس کا یہ نظام قائم ہے تب سے ان کی کردارکشی اوران کے کردار کو کمزور کرنے کی یہ مہم بھی جاری ہے اور یہ کم وبیش ڈیڑھ صدی کا قصہ ہے، نصف صدی تو مجھے بھی اس آنکھ مچولی کو دیکھتے ہوئے گزر گئی ہے اور یہ مہم اس وقت تک جاری رہے گی جب تک یہ مدارس اہل دنیا کے علی الرغم اپنا کام کرتے رہیں گے اس لئے اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، دینی مدارس کی جدوجہد جاری رہے گی اور اپنے منطقی نتیجے تک پہنچے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

دینی مدارس کے بارے میں دنیا کیا کر رہی ہے اور کیا ہو رہا ہے؟ اس پر تو بات ہوتی رہتی ہے، اس لئے میں اس پر نہیں بلکہ اس پہلو پر گفتگو کروں گا کہ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ آج کی جدید دنیا کو دینی مدارس سے کیا تکلیف ہے کہ وہ ان کے پیچھے لٹھ لئے پھر رہی ہے۔

سوال یہ ہے کہ مسلم معاشرہ میں مسلمانوں کے بچے مسلمان اساتذہ سے اپنے دینی علوم کی تعلیم حاصل کرتے ہیں ان کی تعلیم کا انتظام کرنے والے مسلمان ہیں، تعاون کرنے والے مسلمان ہیں اور بچوں کی اس تعلیم کا شوق رکھنے والے والدین سب کے سب مسلمان ہیں تو اس تعلیم اور تعلیمی نظام سے دنیا کو کیا تکلیف ہے کہ امریکا اور یورپی یونین تک اس بات کے لئے کوشاں دکھائی دیتے ہیں کہ ان مدارس کو بند کر دیا جائے، بے اثر بنا دیا جائے اور انہیں ان کے تعلیمی کردار اور امتیاز سے محروم کر دیا جائے آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ ہمیں ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ اس کا جائزہ لینا چاہئے اور اس امر کو واضح کرنا چاہئے کہ اصل تنازعہ کیا ہے اور اس ساری کشکش کا بنیادی نکتہ کیا ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ اب سے سوا دو سو برس قبل یورپ میں "انقلاب فرانس" کے عنوان سے جو سیاسی، معاشرتی اور تہذیبی تبدیلی رونما ہوئی تھی وہ یورپی معاشرہ کے پس منظر میں تھی جسے پوری دنیا میں پھیلانے اور مسلط کرنے کا فیصلہ کیا گیا، یہ انقلاب دراصل بادشاہت اور جاگیرداروں کے مظالم کے خلاف عوام کی بغاوت تھی، بادشاہت اور جاگیرداری جبر و ظلم کی علامت تھی جس نے عوام کو جانوروں جیسی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا تھا اور اس کا سلسلہ صدیوں جاری رہا، اس کے خلاف عوام "تنگ آمد بجنگ آمد" پر آگئے اور بغاوت کر دی جبکہ مسیحیت کی مذہبی قیادت پاپائیت نے مظلوم عوام کا ساتھ دینے کی بجائے بادشاہت اور جاگیرداری کا ساتھ دیا جس کی وجہ سے وہ بھی بغاوت کی زد میں آگئی اور انقلاب فرانس کے ذریعہ یورپ کے عوام نے بادشاہت جاگیرداری اور مذہبی پیشوائیت تینوں کو سوسائٹی کے معاملات سے بے دخل کر دیا، چنانچہ یورپ اور دیگر مغربی دنیا میں مذہب اور مذہبی قیادت کا کوئی عمل دخل سوسائٹی اور ریاست وحکومت کے معاملات کے ساتھ باقی نہیں رہا، یورپ کی حد

مساجد کیلئے مکمل ساؤنڈ سسٹم
نہایت مناسب قیمت پر دستیاب ہے

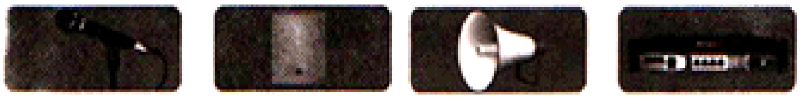

نیو مہران اسپیکر ہاؤس
دکان نمبر 11 سرمد سینٹر سرمد روڈ صدر کراچی فون 021-35621878 موبائل 0321-2581321

تک یہ بات سمجھ میں آ رہی تھی لیکن عسکری اور صنعتی برتری کے نشے میں سرشار مغربی دنیا نے اس فلسفہ کو دنیا بھر میں پھیلانے کا سلسلہ شروع کر دیا اور یہ مہم گزشتہ دو صدیوں سے جاری ہے جس کا نتیجہ آج یہ دیکھنے میں آ رہا ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کے پیروکاروں کی اکثریت نے اسے قبول کر لیا ہے، چنانچہ مسیحی دنیا کے ممالک کو دیکھ لیں، بھارت کے ہندو اکثریت رکھنے والے ملک پر نظر ڈال لیں اور چین و جاپان سمیت بدھ مذہب کے پیروکار معاشروں کا مشاہدہ کر لیں، ان سب نے ریاست و حکومت اور خاندانی نظام سمیت سوسائٹی کے اجتماعی معاملات سے مذہب کو لاتعلق کر رکھا ہے اور ان کا مذہب عبادت کا ماحول اور ذاتی زندگی تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔

مگر مسلم دنیا میں مغرب کے اس فلسفہ کو قبول نہیں کیا جا رہا، مسلم ممالک کے حکمران طبقات اور جدید دانش کے بعض حلقے مغربی فلسفہ وتہذیب کے سامنے ضرور سرانداز ہوئے ہیں اور امت مسلمہ کو اس تہذیب وثقافت کے رنگ میں رنگنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں، لیکن انہیں اس میں کامیابی حاصل نہیں ہو رہی، دنیا کے کسی حصے کا کوئی مسلم معاشرہ اس بات کو قبول نہیں کر رہا کہ ان کی تجارت و معیشت اور خاندانی ماحول وقوانین کی بنیاد مذہب پر نہیں ہے اور سوسائٹی کے اجتماعی معاملات مذہبی احکام وقوانین سے بے نیاز ہیں دنیا کے ہر خطے کا عام مسلمان تمام تر خرابیوں کے باوجود حلال وحرام کا تصور رکھتا ہے، نکاح وطلاق اور وراثت وغیرہ میں مذہبی قوانین کی پابندی کا احترام کرتا ہے اور خلافت وشریعت کے نظام کی بحالی کا خواہش مند ہی، یہ مغرب کے لادینی فلسفہ کی واضح شکست ہے جو اسے بے چین کئے ہوئے ہے اور وہ اپنا غصہ نکالنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے دیا رہا، تاریخ اور سماجیات کے ایک طالب علم کی حیثیت سے میں واضح طور پر دیکھ رہا ہوں اور اس پر دلائل و مشاہدات پیش کر سکتا ہوں کہ مسلم دنیا میں آ کر مغرب کی تہذیب وثقافت کو نہ صرف بریک لگ گئی ہے بلکہ ”ریورس گیئر“ بھی لگ چکا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ! یہاں سے مغربی تہذیب کی واپسی ہوگی اور آسمانی تعلیمات کی حکمرانی انسانی دنیا پر ایک بار پھر قرآن وسنت کی صورت میں قائم ہوگی۔

مغرب کی شکست خوردہ دانش اپنی اس شکست کی وجہ دینی مدارس کو سمجھتی ہے اور برملا طور پر کہا جا رہا ہے کہ انسانی سوسائٹی کی مذہب کی طرف واپسی کا ”شر“ (ان کے بقول) دینی مدارس کی وجہ سے پھیل رہا ہے اور میں ان کے اس تجزیہ کو درست سمجھتا ہوں کہ مغرب کے لادینی فلسفہ وثقافت کی رد میں یہ ”دینی مدرسہ“ ہی سب سے مضبوط اور قابل عبور رکاوٹ ثابت ہوا ہے بلکہ اب یہ مدرسہ دنیا میں آسمانی تعلیمات کی عملداری کی واپسی کا علم بھی اٹھائے ہوئے، اس پس منظر میں علماء کرام اور دینی مدارس کے کارکنوں سے میری درخواست ہے کہ وہ اس مخالفانہ مہم سے گھبرانے کی بجائے مشکلات و مصائب کو صبر وحوصلہ کے ساتھ برداشت کرتے ہوئے مستقبل پر نظر رکھیں کو اس بات کے لئے تیار کریں کہ وہ آنے والے دور میں پوری نسل انسانی کی قرآن وسنت کی روشنی میں صحیح راہنمائی کر سکیں۔

(ماہنامہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ جنوری ۲۰۱۶ء)

دعا! تعویذ جھاڑ پھونک وغیرہ سے بدرجہا افضل اور بہتر ہے

ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا ضرور فرماتے تھے، اس لیے کہ سب سے بڑی اور اصل چیز دعا ہے، براہ راست اللہ تعالیٰ سے مانگو اور دو رکعت صلوۃ الحاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ یا اللہ! اپنی رحمت سے میرا یہ مقصد پورا فرما دیجئے! یا اللہ! میری مشکل حل فرما دیجئے، یا اللہ! میری یہ پریشانی دور فرما دیجئے، تو اس دعا کرنے میں ثواب ہی ثواب ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ جب کوئی حاجت پیش آئے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرو اور اگر دو رکعت صلوۃ الحاجت پڑھ کر دعا کر لو تو زیادہ اچھا ہے، اس سے یہ ہوگا کہ جو مقصد ہے وہ اگر مفید ہے تو ان شاء اللہ! حاصل ہوگا اور ثواب تو ہر حال میں ملے گا، اس لئے کہ دعا کرنا چاہے دنیا کی غرض سے ہو وہ ثواب کا موجب ہے، اس لئے کہ دعا کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”الدعاء هو العبادة“ یعنی دعا بذات خود عبادت ہے۔

لہٰذا اگر کسی شخص کو ساری عمر جھاڑ پھونک کا طریقہ نہ آئے، تعویذ لکھنے کا طریقہ نہ آئے، لیکن وہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو یقیناً اس کا یہ عمل اس تعویذ اور جھاڑ پھونک سے بدرجہا افضل اور بہتر ہے، لہٰذا ہر وقت تعویذ گنڈے میں لگے رہنا یہ عمل سنت کے مطابق نہیں، جو بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے جس حد تک ثابت ہے اس کو اسی حد پر رکھنا چاہئے، اس سے آگے نہیں بڑھنا چاہیے، اگر کبھی ضرورت پیش آئے تو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جھاڑ پھونک کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن ہر وقت اس کے اندر انہماک اور غلو کرنا اور اس کو اپنا مشغلہ بنا لینا کسی طرح بھی درست نہیں، بس تعویذ گنڈوں کی یہ حقیقت ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

(اصلاحی خطبات، ج۱۵، ص۱۸۵ از مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ)

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

کیا اسلام کی اشاعت میں جبر واکراہ کا دخل ہے؟

آخری قسط

مولانا اسرار الحق قاسمی، انڈیا

۵:...پھر بہتان طرازوں کو اگر سیرت نبوی کا یہ پہلو سمجھ میں آجائے جو سراسر عفو ودرگزر اور رحمت و سماحت پر مشتمل ہے تو شاید ہی وہ اس کی جرأت کرسکیں، کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی قیدیوں کو بھی اسلام لانے پر مجبور کیا؟ کبھی نہیں! بلکہ آپ نے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا، مثال کے طور پر:

’’قبیلہ بنی حنیفہ کے سردار ثمامہ بن آثال حنفی کا واقعہ لے لیجئے جنہیں مسلمانوں نے کسی سریہ میں گرفتار کرلیا تھا، وہ لوگ انہیں پہچانتے بھی نہیں تھے، صحابہ کرامؓ انہیں پکڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو فوراً پہچان گئے کہ یہ تو اپنے قبیلے کے سردار ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کے حسب مقام عزت و احترام دیا، انہیں تین دن تک اپنے یہاں ٹھہرائے رکھا، ہر دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے خیریت پوچھتے، وہ جواباً عرض کرتے کہ اگر آپ کو مجھ سے مال چاہئے تو میں دینے کو تیار ہوں اور اگر آپ مجھے قتل کردیتے ہیں تو ایک (مجرم) خون والے شخص کا قتل کریں گے (یعنی آپ کو جنگ کے اصول کے مطابق اس کا بھی اختیار ہے کہ آپ مجھے قتل کردیں) اور اگر آپ مجھ پر احسان کرتے ہیں تو آپ ایک احسان شناس شخص پر احسان کریں گے (یعنی میں آپ کے احسان کا بدلہ چکا دوں گا) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیتے یہاں تک کہ نبی پاک اور مسلمانوں کی نرم خوئی اور حسن سلوک نے ثمامہ کے دل کو نرم کردیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چھوڑ دیا، چنانچہ وہ گئے غسل کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوری خوش دلی اور اطمینان قلب کے ساتھ ایمان قبول کرلیا اور آپ سے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! روئے زمین پر آپ سے زیادہ مبغوض میری نگاہوں میں کوئی نہیں تھا لیکن اب روئے زمین پر آپ سے زیادہ محبوب شخص میری نگاہوں میں کوئی نہیں ہے، بخدا پہلے روئے زمین پر آپ کے لائے ہوئے مذہب سے زیادہ ناپسندیدہ میرے نزدیک کوئی مذہب نہیں تھا، لیکن اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین اور مذہب میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب بن چکا ہے، پہلے آپ کے شہر سے زیادہ ناپسندیدہ میرے لئے کوئی بھی شہر نہیں تھا مگر اب آپ کے شہر سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ بھی کوئی شہر نہیں۔‘‘

(بخاری شریف کتاب المغازی رقم الحدیث:۴۳۷۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اسلام لانے سے بڑی خوشی ہوئی، کیونکہ وہ قبیلے کے سردار تھے اور بعد میں ان کی اتباع میں ان کے قبیلے اور قوم کے بہت سے افراد نے اسلام قبول کرلیا، پھر نبی پاک کی سماحت اور نرمی کا یہ معاملہ صرف ثمامہ اور ان کی قوم تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ یہ آگے بڑھ کر ان لوگوں تک بھی پہنچ گیا جو مسلمانوں کے روایتی اور پکے دشمن تھے، ہوا یوں کہ جب ثمامہ اور ان کی قوم اسلام لے آئے اور اسلام لانے کے بعد یہ لوگ اپنے وطن واپس لوٹے تو اولاً تو مکہ والوں نے انہیں بھی تنگ کرنا چاہا مگر چونکہ یمامہ کے غلہ جات ہی سے ان کی گزر بسر ہوتی تھی، اس لئے انہوں نے اپنا ارادہ منسوخ کردیا، لیکن ثمامہ نے مسلمانوں پر ان کے مظالم کا بدلہ لینے کی غرض سے ان کو غلہ نہ دینے کی قسم کھالی، اب مکہ والے زبردست مصیبت میں پھنس گئے، انہیں کوئی راہ اس مشکل سے نکلنے کی نظر نہ آتی تھی، بالآخر انہیں ایک امید گاہ نظر آئی اور وہ خواہی نخواہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے، معاملہ بتایا اور سفارش کی درخواست کی، ایسے موقع پر دنیا کا عام قسم کا قائد، فاتح یا مصلح کیا کرتا؟ یہ کوئی بھی باعقل شخص سمجھ سکتا ہے، لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نہیں کیا، آپ نے ثمامہ کو اپنی قسم پر برقرار رہنے اور مکہ والوں کو ایمان لانے پر مجبور کرنے کو نہیں کہا، نہ خود آپ نے اس وقت مکہ والوں کو اس قسم کی کوئی بات کہی بلکہ آپ نے ثمامہ کو خبر بھجوائی کہ مکہ والوں تک غلہ رسانی کا سابقہ نظام جاری رکھو، کیا دنیا کا کوئی بھی مذہب کشادہ ظرفی اور انسانیت نوازی کی ایسی مثال پیش کرسکتا ہے؟

حضرت ثمامہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی کردار اور مسلمانوں کے حسن سلوک اور اسلام کی حقانیت سے کس قدر متاثر ہوئے تھے، اس کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ

کی وفات کے بعد یمامہ میں مسیلمہ کذاب کا فتنہ ظہور پذیر ہوا اور بہت سے لوگ مرتد ہوگئے تو بھی ثمامہ اور ان کے متبعین نے ارتداد کی راہ نہیں اختیار کی، وہ پکڑ پکڑ کر مسیلمہ کے جھوٹے دعویٰ نبوت پر ایمان لانے والوں کو سمجھاتے اور چیخ چیخ کر لوگوں کو کہتے کہ تم اس تاریکی سے بچو جس میں روشنی کا شائبہ تک نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے یہ فتنہ اپنے متبعین کے لئے لعنت ومحرومی کا سبب ہے اور نہ ماننے والوں کے لئے وقتی آزمائش ہے لیکن جب ان کے اس اعلان عام کے باوجود مرتدین نے اُن کی بات نہیں مانی تو ثمامہ اپنے لوگوں کو لے کر علا بن حضرمی کے پاس چلے گئے اور پھر مسیلمہ کذاب اور اس کی جھوٹی نبوت کو ماننے والوں کی اچھی طرح خبر لی۔

ایک اور واقعہ:

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کرلیا اور مسلمان اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاص نصرت اور مدد کی بدولت مکہ میں داخل ہوگئے تو وہاں پہنچنے کے بعد اولاً تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عفو عام کا اعلان کردیا، مگر کچھ ایسے لوگ تھے جو ماضی میں اسلام اور پیغمبر اسلام کی مخالفت اور ایذا رسانیوں میں بڑا نام پیدا کئے ہوئے تھے اور انہوں نے مسلمانوں کو بھی طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائی تھیں، ایسے لوگوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان یہ کیا کہ وہ یا تو مکہ چھوڑ کر نکل جائیں یا مسلمان انہیں جہاں بھی دیکھیں قتل کردیں، ان کے لئے ان کے سنگین جرائم کی وجہ سے معافی کی کوئی گنجائش نہیں تھی، ایسے ہی لوگوں میں سے ایک صفوان بن امیہ بھی تھے، جب ان کو معاملے کی بھنک لگی تو وہ چھپ گئے بلکہ انہوں نے گھبراہٹ کے عالم میں خودکشی کا ارادہ کرلیا، اتنے میں ان کے چچازاد بھائی عمیر بن وہب جمحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! صفوان اپنی قوم کا سردار ہے اور وہ اپنے آپ کو سمندر میں غرق کرکے ہلاک کرنے جارہا ہے، آپ اسے امان دے دیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ بات سن کر اپنا عمامہ مبارک اتارا اور ان کے سپرد کردیا، یہ اس بات کی علامت تھی کہ آپ نے صفوان کو امان دے دی، عمیر عمامہ لئے ہوئے سیدھے صفوان کے پاس پہنچے اور ان سے کہا: ''میرے ماں باپ تجھ پر وارے جائیں، میں تمہارے پاس دنیا کے افضل ترین، سب سے زیادہ بااخلاق، سب سے زیادہ بردبار، سب سے بہتر شخص کے پاس سے آرہا ہوں، وہ تمہارے چچازاد ہیں ان کی عزت تمہاری عزت ہوگی، ان کا شرف تمہارا شرف ہوگا اور ان کی سلطنت تمہاری سلطنت ہوگی۔'' صفوان نے ان کی بات سن کر کہا: نہیں! مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے تو عمیر نے ان سے کہا: ''نہیں تمہیں کوئی خطرہ نہیں، تم ان کی بردباری اور شرافت نفس کا اندازہ بھی نہیں لاسکتے، انہوں نے تمہیں امان بھی دی ہے اور اس کی علامت بھی میرے پاس بھجوائی ہے اور پھر انہوں نے صفوان کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ دکھلایا، تب جاکر صفوان کو یقین آیا مگر اب بھی کچھ نہ کچھ خلش باقی تھی، چنانچہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچنے کے بعد صفوان نے آپ سے پوچھا کہ عمیر یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے مجھے امان دے دی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اس کی بات درست ہے پھر انہوں نے کہا کہ: آپ مجھے (مذہب کے سلسلے میں غور کرنے کے لئے) دو مہینے کی مہلت دیں گے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا دو نہیں، ہم تمہیں چار مہینوں کی مہلت دیتے ہیں، بالآخر صفوان نے بھی اسلام قبول کرلیا اور صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت میں شامل ہوگئے۔

ان سارے واقعات کے پس منظر سے واقفیت کے بعد بھی کوئی شخص اگر یہ کہتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا تو یہ اس کے دماغ کا فتور ہے اور کچھ بھی نہیں، جو لوگ بھی اسلام کے خلاف اس قسم کا پروپیگنڈا کرتے ہیں، خود وہ بھی اس بات کو تسلیم کریں گے کہ اگر کسی آدمی سے کوئی بات زبردستی منوائی جائے تو موقع ملتے ہی وہ شخص اس کا انکار کرنے لگتا ہے اور جب بھی اسے طاقت وقوت حاصل ہوتی ہے، وہ فریق مقابل پر چڑھ دوڑتا ہے، مگر ہمیں اسلامی تاریخ بتاتی ہے کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت ہوگئی تو بہت معمولی اور غیر معتدبہ جماعت کے علاوہ اکثر مسلمان اس مذہب پر قائم رہے جس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم انہیں چھوڑ گئے تھے، یہی نہیں وہ سب کے سب اپنے نبی کی چھوڑی ہوئی تحریک کو لے کر آگے بڑھے اور ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری سفر حج میں انہیں جس امانت کی ادائیگی پر مقرر کیا تھا اسے بخوبی اور پوری دیانت داری کے ساتھ اس کے حق داروں تک پہنچایا، اس راہ میں انہیں مخالفین سے لڑنے اور جنگ کرنے کی نوبت آئی تو اس سے بھی پیچھے نہ ہٹے اور بالآخر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ایک صدی سے بھی کم عرصہ گزرا تھا کہ انہوں نے اسلام کو دنیا بھر کے بیشتر خطوں تک پہنچادیا، اس مہم میں پیش آنے والی معرکہ آرائیوں میں ان عربوں نے جس دیدہ وری اور جان وتن سے بے پروائی کا مظاہرہ کیا اسے دیکھتے ہوئے صاف پتہ چلتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دین پر کسی کو بھی زبردستی ایمان لانے پر مجبور نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے انتہائی خوش دلی، اطمینان قلب اور برضا ورغبت اسلام قبول کیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ انہوں نے اس دین کے تحفظ کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بڑی سے بڑی قربانیاں ہنستے کھیلتے دیں اور آپ کی وفات کے بعد بھی دنیا کے کسی بھی کافر ومشرک اور وقت کے ظالم

جابر بادشاہ کا سر پُر غرور ان کے ایمانی جلال اور طاقت وقوت کے سامنے بلند ہونے کی جرأت نہ کر سکا۔

پھر بعد کے زمانوں میں جب اپنی سیہ کاریوں اور عملی زوال کی وجہ سے مسلمانوں کی سیاسی برتری جاتی رہی اور دنیا بھر سے ان کی حکومت وسیادت چھین کر قدرت نے غیروں کے ہاتھوں میں تھمادی، تاتاریوں نے مسلمانوں کو تہ وبالا کیا، صلیبیوں نے مکروسازش اور ظلم وجور کے کھیل کھیلے اور اب گزشتہ صدی سے سامراجیت دنیا پر اپنا نقشہ جمائے اور مسلمانوں اور اسلام کے خلاف مصروف تدبیر ومنصوبہ بند ہے اور مجموعی طور پر مسلمانوں کی کوئی ظاہری طاقت وقوت نہیں، نام نہاد اسلامی مملکتوں میں انتشار و خلفشار ہے، مسلم قیادت جاں بلب ہے، مسلمانوں کے علمی وسائنسی سوتے تقریباً خشک ہو چکے ہیں، عالمی معیشت سامراجی نظام کے علمبرداروں کے ہاتھ میں ہے، عالمی سیاست کی گاڑی اُن ہی کی بنائی ہوئی پٹری پر چل رہی ہے، دنیا بھر کو قرض فراہم کرنے والا عالمی بینک ان کے پاس ہے، تہذیب وثقافت اور ترقی و عروج کے ہزار وسائل، نعرے، منزلیں اور سنگ ہائے میل خوش قسمتی سے ان کی پابوسی کر رہے ہیں، مگر اس سب کے باوجود کوئی بتائے کہ کیا دنیا بھر کی مسلمان نسل اپنے دین کو چھوڑ کر دوسرے مذہب کی طرف رخ کر رہی ہے، جبکہ دنیا بھر کے ممالک میں اسلام کا مطالعہ کرنے والوں، اس کے حقائق تک رسائی حاصل کرنے والوں اور اس کی خوبیوں سے متاثر ہو کر اس کے دامن میں پناہ لینے والوں کی تعداد میں لگاتار اور روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے مگر کہیں سے ایک بھی ایسی خبر نہیں کہ مسلمان اپنے دین سے بیزار ہو کر یا کسی دوسرے دین اور مذہب کی خوبی سے متاثر ہو کر اس کی جانب مائل ہو گئے ہوں۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ ان کے آباؤ اجداد نے بھی دل کی گہرائی اور روح کے اطمینان کے ساتھ ایمان کو قبول کیا تھا اور وہ بھی اپنے اندر پائی جانے والی ہزار خامیوں کے باوجود اس مذہب کی صحت وصداقت کو دل وجان سے مانتے اور اس پر یقین رکھتے ہیں۔

فی الوقت عالمی سطح کے تمام سرکاری وغیر سرکاری سروے کی رپورٹوں سے یہ پتا چل رہا ہے کہ دنیا بھر میں اور خصوصاً ان ممالک میں جہاں اسلام مخالف تحریکوں کو ہوا دی جاتی ہے بلکہ جہاں سے ایسی تحریکوں کے بدبودار چشمے ابلتے ہیں، ان ممالک میں مسلمانوں کی تعداد لگاتار بڑھ رہی ہے، مغربی معاشرہ اور وہاں کے اصول واقدار نے لوگوں کو اس قدر پریشان اور بے چین کر رکھا ہے کہ وہ اسلام کے خلاف ہزار بہتان طرازیوں کے باوجود اس کی سچائیوں کا پوری غیر جانبداری کے ساتھ مطالعہ کرتے اور پھر اس کے دامن سے وابستہ ہو جاتے ہیں، ظاہر ہے کہ ان خطوں کے ایسے لوگوں (تو کوئی بھی مسلم داعی یا مبلغ یا حکومت اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کر رہی۔

پھر آج دنیا کے جو ممالک سب سے زیادہ مسلم آبادی والے شمار کئے جاتے ہیں، ان کی تاریخ تو یہ بتاتی ہے کہ وہاں کبھی مسلمانوں نے فوج کشی نہیں کی، ان مقامات پر اسلام کی اشاعت کا ذریعہ مسلم تاجروں، علماء کرام کے اخلاق وعادات اور اسلام کی شفاف تعلیمات رہی ہیں، مثلاً انڈونیشیا، چین، افریقا کے متعدد ممالک، یورپی ممالک اور امریکا میں جو مسلمانوں کی تعداد لگاتار بڑھ رہی ہے تو کیا ان لوگوں کو تلوار کے زور پر اسلام قبول کرنے کے لئے مجبور کیا جارہا ہے؟ اسلام پر انتہا پسندی وتشدد کا الزام لگانے والوں کو مغرب کے اُن نو مسلمانوں سے تحقیق کرنی چاہئے اور پوچھنا چاہئے کہ انہوں نے اپنے سابق مذہب سے توبہ کر کے اسلام کو کیوں اپنایا؟ تب انہیں یقیناً اصل حقیقت کا پتا لگ جائے گا۔

ان تمام خطوں میں اسلام اپنی سماحت اعتدال پسندی، اپنے فطری اور انسانی ذہن وفکر کو اپیل کرنے والے اصول کی وجہ سے پھیلا ہے اور پھیل رہا ہے، ہمیں روزانہ اسلام کے دائرے میں آنے والوں کی خبریں مل رہی ہیں، پھر جو لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں وہ کبھی اس سے بیزاری یا دستبرداری کا تصور بھی نہیں کرتے، حالانکہ عصر حاضر کے پشتینی مسلمان تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے اپنے فریضے کو ادا کرنے میں اس دلچسپی اور سنجیدگی کا مظاہرہ بھی نہیں کر رہے جو ان سے اسلام چاہتا ہے اور جس کی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری دور میں انہیں تلقین کی تھی، جس قدر اہمیت اور سرگرمی کے ساتھ عیسائی مشنریز اپنے نظریات وخیالات وعقائد کی تبلیغ و اشاعت میں جدوجہد صرف کر رہی ہیں، اگر مسلمان اس کا عشر عشیر بھی کریں تو سال بہ سال اسلام لانے والوں کی تعداد نہ معلوم کس برق رفتاری اور کثرت کے ساتھ بڑھنے لگے۔

اسلام اور اس کی اشاعت کے حوالے سے یہ وہ حقائق ہیں جنہیں کوئی بھی غیر جانبدار انسان تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا، اگر ان کے باوجود دشمنان اسلام جھوٹے پروپیگنڈوں میں مصروف ہیں اور وہ دنیا میں اسلام کی شبیہ کو بگاڑنے اور پیغمبر اسلام اور قرآن کی تعلیمات میں تحریف کر کے دنیا کو گمراہ کرنے کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں تو ایسے لوگوں کے بارے میں تو ہم وہی کہیں گے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی لاثانی، معجزاتی کتاب قرآن کریم میں فرمایا ہے:

"كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا" (الکہف:۵)

ترجمہ: "کیا بڑی بات نکلتی ہے ان کے منہ سے، سب جھوٹ ہے جو کہتے ہیں۔"

(بشکریہ ماہنامہ "انوار مدینہ" لاہور، اپریل ۲۰۱۶ء)

پروفیسر عطاء اللہ اعوان بھی چل بسے

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

پروفیسر عطاء اللہ اعوانؒ نے مرزا قادیانی کے ایک مصاحب کے گھر آنکھ کھولی۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی۔ میٹرک کے لئے صادق عباسیہ ہائی اسکول میں داخل ہوئے۔ ۲۷ اپریل ۱۹۵۱ء میں جمعہ کے دن احمد پور شرقیہ کی جامع مسجد میں ختم نبوت کانفرنس تھی، جس میں احرار راہنماؤں نے شرکت کی اور خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب کے دوران قادیانیت کے خوب لتے لئے۔ مرزا قادیانی کے گھناؤنے کردار و کریکٹر کو اس کی کتاب سے پڑھ کر سنایا تو اللہ پاک نے اس چودہ پندرہ سالہ نوجوان کو ہدایت سے سرفراز فرمایا تو اس نوجوان نے ہزاروں کے اجتماع میں مرزائیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا، جس سے مسجد کے درو دیوار تکبیر اور تاجدار ختم نبوت زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھے، لوگوں نے انہیں اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور انہیں پھولوں سے لاد دیا۔ اس نوجوان کی تعلیم و تربیت اور کفالت کا ذمہ مجلس نے اپنے سر لے لیا اور ان کی رہائش کا انتظام مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر واقع کنزہ احمد خان میں کر دیا گیا۔ ۱۹۵۱ء سے ۱۹۶۱ء تک جب تک شاہ جیؒ زندہ رہے اس نوجوان عطاء اللہ سے بہت محبت فرماتے، جب بھی احمد پور شرقیہ، اُچ شریف یا مضافات میں کہیں جلسہ ہوتا تو یہ نوجوان شریک جلسہ ہوتا یوں اس کے عقائد اور اعمال سنورنے لگے۔ گھنٹوں شاہ جیؒ کی صحبت و رفاقت سے مستفید ہوتا۔

قاضی صاحب سے تعلق: نوجوان عطاء اللہ اعوان سب سے زیادہ جس شخصیت سے متاثر ہوئے وہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تھے۔ شاہ جیؒ کے بعد دوسرے نمبر پر جس شخصیت نے انہیں متاثر کیا وہ خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ تھے، چنانچہ پروفیسر عطاء اللہ اعوان خود لکھتے ہیں:

"غالباً ۱۹۵۱ء کی بات ہے کہ میں دفتر ختم نبوت احمد پور شرقیہ میں بیٹھا تھا کہ سید غلام مرتضیٰ شاہ صدر مجلس تحفظ ختم نبوت میرے پاس آئے اور کہا کہ خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ خیبر میل سے تشریف لا رہے ہیں۔ ان سے ملنے اسٹیشن پر جاتا ہے۔ چنانچہ میں ان کے ہمراہ اسٹیشن پر گیا۔ قاضی صاحب ریلوے اسٹیشن کے ویٹنگ روم (انتظار گاہ) میں فروکش تھے، میرا ان سے تعارف کرایا گیا، قاضی صاحب نے مجھے آسمان مرزائیت کا روگرداں ستارہ قرار دیا، گود میں بٹھایا اور بہت پیار کیا۔"

(قدیمان جمال، ص:۱۸)

قاضی صاحب جب بھی احمد پور شرقیہ، اُچ شریف یا مضافات میں کہیں تشریف لے جاتے تو عطاء اللہ اعوان کو بلا لیتے اور اس کی اصلاح و تربیت فرماتے۔ میٹرک کے بعد عطاء اللہ اعوان تعلیم کے سلسلہ میں بہاولپور منتقل ہو گئے تو قاضی صاحب سے تعلق برقرار رکھا۔ قاضی صاحب بازار تشریف لے جاتے تو عطاء اللہ کو ساتھ لے جاتے ان کا دوستوں سے تعارف کراتے، بہت عزت و احترام دیتے۔

مولانا محمد علی جالندھریؒ سے تعلق: موصوف لکھتے ہیں:

"۱۹۵۱ء کی بات ہے کہ میں احمد پور شرقیہ کے دفتر میں بیٹھا تھا کہ حضرت تشریف لائے.... سب سے پہلا سوال کیا کہ آپ نے مرزائیت کیوں چھوڑی؟ میں نے کہا کہ مجھے بچپن سے اس سے نفرت تھی کہ مجھے کوئی مرزائی کہتا تو مجھے رونا آجاتا کہ لوگ مجھے اسلامی معاشرہ سے کاٹ کر کسی اور معاشرہ کا فرد سمجھتے ہیں۔ لہٰذا میں نے مرزائیت چھوڑ دی۔ فرمایا ہر بچہ سلیم الفطرت ہوتا ہے۔ معاشرہ ہی اسے بگاڑتا ہے۔ الحمدللہ! آپ راہِ راست پر آگئے، پھر میرے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور تعلیم کے بارہ میں سوال کرتے رہے، یہ تھی میری مجاہد ملت سے پہلی ملاقات۔" (قدیمان جمال، ص:۲۶)

حضرت مولانا جب بھی احمد پور شرقیہ تشریف لے جاتے اس ہونہار نوجوان کو ضرور ملتے۔ اس نوجوان کو اپنا بیٹا سمجھتے اور زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے اور دینی کتب کے مطالعہ کا حکم فرماتے۔ موصوف کے اخراجات کے سلسلہ میں مقامی جماعت کو نقد رقم بھی دیتے اور مصارف کا حساب بھی لیتے۔

مولانا عبدالرحیم اشعرؒ: مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ جس شخصیت نے انہیں سب سے زیادہ متاثر کیا، اپنائیت دی اور سفر و حضر میں انہیں یاد رکھا وہ مولانا عبدالرحیم اشعرؒ تھے، جب بھی کوئی نئی کتاب آتی۔ مولانا اشعرؒ جہاں اپنے لئے خریدتے وہاں اعوان صاحب کے لئے خریدتے اور انہیں پارسل کرتے۔ الجمعیۃ کا "مدنی نمبر" سمیت دسیوں کتابیں مولانا نے انہیں مہیا کیں۔

راقم کی ان سے ملاقات: راقم ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک بہاولپور میں مبلغ رہا۔ اس دوران اُن

سے دسیوں ملاقاتیں رہیں، مجلس کے بزرگوں نے ان کی تعلیم وتربیت کا انتظام کیا تھا۔ اس لئے مجلس اور اس کے بزرگوں کے ساتھ ان کا گہرا تعلق رہا۔

پروفیسر صاحب سے پہلی ملاقات سے بندہ نے کچھ تاثر نہیں لیا۔ دوسری یا تیسری ملاقات میں گھل مل گئے اور اپنی ماضی کی آپ بیتی مزے لے لے کر سنانے لگے۔ پھر تو طے ہوگیا کہ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب بندہ نے ریاض کالونی کی جامع مسجد ختم نبوت میں حاضری دینی ہی دینی ہے۔ بندہ جب تک بہاولپور رہا حاضری دیتا رہا۔ لاہور تبادلہ ہونے کے بعد بھی وقتاً فوقتاً ملاقات ہوتی رہتی۔ میرے بعد مولانا محمد اسحاق ساقی مبلغ ہوکر آئے تو ان کی ڈیوٹی لگی کہ ستائیسویں شب میں انہوں نے بیان کرنا ہے۔ مجلس کے ساتھ خود بھی مالی اعانت فرماتے احباب کو بھی متوجہ فرماتے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد پہلے دو لیکچرر بنے پھر ترقی کر کے صادق ایجرٹن کالج (ایس ای کالج) بہاول پور کے اردو کے پروفیسر مقرر ہوئے اور ایس ای کالج سے ریٹائر ہوئے اور تعلیم وتعلم کو تادم زیست جاری رکھا۔ علم دوست، دین دوست، دین دار شخصیت کے حامل تھے۔

وفات: مولانا ساقی نے فون پر ان کی وفات کی خبر دی۔ بندہ غالباً لاہور کی ختم نبوت کانفرنس کی تیاری اور شرکت کے لئے لاہور کے سفر پر تھا۔ اطلاع ایسے وقت ہوئی کہ جنازہ میں شرکت مشکل تھی۔ ان کی وصیت کے مطابق نماز جنازہ شیخ الحدیث مولانا عطاء الرحمن مہتمم دارالعلوم مدنیہ بہاول پور نے پڑھائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم، مولانا اسحاق ساقی مبلغ بہاول پور، مولانا محمد انس نے نماز جنازہ میں شرکت فرماکر مجلس کی نمائندگی کی۔ اللہ پاک ان کی تربت کو بقعۂ نور بنائے اور ان کی اولاد کو ان کا صحیح جانشین بنائے۔ آمین۔ ☆☆☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے
تبلیغی اسفار

گزشتہ سے پیوستہ

ادارہ

جامع مسجد زکریا مخدوم پور: ۱۵/اپریل کا جمعۃ المبارک کا خطبہ مخدوم پور کی جامع مسجد زکریا میں دیا۔ مسجد ہذا کے بانی مولانا سیّد محمد امین شاہ تلمیذ رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ، خلیفہ مجاز حضرت مولانا سیّد خورشید احمد شاہ عبدالحکیم تھے۔ مرحوم بہت جرأت مند اور بہادر عالم دین تھے۔ علماء دیو بند اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگوں سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ آپ کے فرزند ارجمند مولانا سیّد محمد معاویہ بہت بااخلاق عالم دین ہیں۔ سادات کے اوصاف حسنہ کے حامل ہیں۔ راقم کے ساتھ بہت ہی محبت فرماتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ والد محترم کسی وجہ سے مجلس کے بزرگوں سے ناراض ہوگئے اور فرماتے تھے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر مرکزیہ میں ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے آسمان سے تشریف لے آئے۔ دفتر میں موجود احباب نے اٹھ کر استقبال کیا اور مصافحہ و معانقہ کی سعادت حاصل کی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ سے فرمایا کہ لائیے اپنے حسابات چیک کروائیے۔ مولانا نے آمد وخرچ کے رجسٹر، کھاتے، بل وغیرہ پیش کئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر صفحہ پر دیکھتے جاتے اور ماشاء اللہ، جزاک اللہ، صحیح وغیرہ کے الفاظ فرماتے جاتے تاآنکہ مکمل رجسٹر اور کھاتے چیک فرمائے اور کلمات تحسین ارشاد فرمائے، یہ خواب موصوف نے حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو سنایا تو شاہ جیؒ نے فرمایا کہ: ”مولوی محمد امین! آپ کی تسلی کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آنا پڑا، اب تو آپ مطمئن ہوگئے۔“

موصوف سادات حسینیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک صاحب جن کے متعلق مشہور ہے کہ وہ یزیدی ہیں، وہ ملنے کے لئے مخدوم پور تشریف لے گئے تو شاہ صاحبؒ نے ان کا نام لے کر فرمایا کہ: ”یزیدی یا حسینی؟“ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ: ”حضرت امام حسینؓ ایمان کا حصہ ہیں اور یزید تاریخ کا حصہ۔

راقم آپ کی وفات سے چند روز پہلے حاضر ہوا تو فرمایا کہ میں نے خواب میں حضرت امیر شریعتؒ کی زیارت کی اور انہیں ایک سوٹ ہدیۃً پیش کیا۔ آپ (میرے متعلق فرمایا) ان کی جماعت کے مبلغ ہیں۔ لیجئے ایک سوٹ کی رقم اور پانچ سو روپے عنایت فرمائے۔ بندہ نے رسید ڈاک کے ذریعہ بھجوائی۔ غالباً رسید پہنچنے سے پہلے آپ کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

باغ میں جلسہ ختم نبوت میں شرکت: مخدوم پور سے ٹوبہ کے راستے باغ پہنچے۔ باغ جھنگ سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر ٹوبہ روڈ پر واقع ہے۔ وہاں کے مولانا عمر دراز نے ۱۵/اپریل مغرب کے بعد ”جلسہ تحفظ ناموس رسالت“ کا اہتمام کیا۔ مولانا

غلام حسین مبلغ ضلع جھنگ کے حکم پر ان کی معیت اور رفاقت میں باغ حاضری ہوئی۔ مغرب کے بعد تلاوت ونعت کے بعد مولانا غلام حسین اور راقم کے بیانات ہوئے۔ عشاء کے بعد دوسری نشست میں پنجاب کے معروف خوش الحان خطیب مولانا ممتاز احمد کلیار نے تشریف لانا تھا، سننے میں آیا کہ فورتھ شیڈول کی وجہ سے وہ تشریف نہیں لارہے۔ جامعہ محمودیہ جھنگ کے شیخ الحدیث مولانا عبدالرحیم، مولانا عمر دراز اور معروف ثنا خواں مولانا شاہد عمران عارفی نے اپنی خوش الحانی کے جادو جگائے۔ راقم نماز عشاء کے بعد سفر کرکے شورکوٹ شہر میں رانا اشفاق احمد کے ہاں حاضر ہوا اور رات ان کے ہاں آرام کیا اور صبح کی چائے کے بعد ملتان کے لئے سفر کیا۔

بہاولپور میں پروفیسر عطاء اللہ اعوانؒ کی تعزیت: موصوف کے دادا مولوی نظام الدین نے قادیانیت کا طوق اپنے گلے میں ڈالا۔ نظام الدین کے بعد موصوف کے والد رحیم بخش قادیانی رہے۔ موصوف نے ۱۹۵۱ء میں اسلام قبول کیا۔ جس کی تفصیلات مستقل مضمون میں آرہی ہیں۔ موصوف اکابرین مجلس کے ساتھ والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ اپنے تین بیٹوں کے نام امیر شریعتؒ کے فرزندان گرامی کے نام پر عطاء المنعم، عطاء المحسن، عطاء المومن رکھے، اپنے پوتے کا نام عطاء المہیمن رکھا۔ ان کے فرزندان گرامی سے ریاض کالونی بہاولپور میں تعزیت کی اور بعد نماز مغرب چند منٹ خطاب کی سعادت بھی حاصل کی۔ یہ سفر مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ کی قیادت میں ہوا۔ مولانا جامعہ سعد بن زرارہ بہاولپور کے ختم بخاری کے جلسہ میں تشریف لے گئے اور رات کا قیام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں مولانا محمد اسحاق ساقی کی میزبانی میں ہوا اور صبح کی نماز کے بعد دفتر مرکزیہ ملتان واپسی ہوئی۔

جامعہ قاسم العلوم ملتان: جامعہ قاسم العلوم قیام پاکستان سے پہلے کچہری روڈ پر مولانا مفتی محمد شفیع ملتانی نے قائم کیا۔ حضرت مفتی صاحب کے بعد مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا فیض احمد ملکرویؒ، مولانا عبدالبر محمد قاسمؒ، مولانا قاری محمد یاسین اس کے مہتمم رہے۔ اس وقت جامعہ کا اہتمام قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن مدظلہ کے فرزند ارجمند مولانا اسعد محمود کے ہاتھوں میں جبکہ نائب مہتمم مولانا قاری محمد یاسینؒ کے فرزند ارجمند مولانا قاری محمد طاسین اور شیخ الحدیث وصدر المدرسین حضرت مولانا محمد اکبر مدظلہ ہیں۔ حضرت شیخ کے فرزندان گرامی مولانا حبیب الرحمن، مولانا فداء الرحمن ہر وقت جامعہ، جامعہ کے طلبا واساتذہ کرام، ضیوف کی خدمت میں چاک وچوبند نظر آتے ہیں۔ جامعہ اس وقت دو حصوں میں ہے، گلگشت کالونی کا اہتمام مولانا اسعد محمود، کچہری روڈ کی نگرانی مولانا محمد شفیع کے خانوادہ کے نوجوان عالم دین کررہے ہیں۔ گلگشت کالونی چونکہ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کے قریب ہے، اس لئے یونیورسٹی کے پروفیسرز، طلبا اور دیگر پڑھے لکھے حضرات کثرت کے ساتھ جامعہ کی مسجد میں نمازوں میں شامل ہوتے ہیں۔ اس لئے وقتاً فوقتاً راقم حاضری دیتا رہتا ہے۔ ایسے بھی ان دنوں میں دینی مدارس کے طلبا میں جناب گرگورس کے متعلق ترغیبی بیانات کا سلسلہ چل رہا ہے۔ تو ۱۹/اپریل مغرب کی نماز کے بعد جامعہ کی مسجد میں بیان کیا۔

خطبہ جمعہ جامع مسجد بلال ٹوبہ ٹیک سنگھ: مسجد بلال کے خطیب، ٹوبہ کے معروف عالم دین مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی زید مجدہ ہیں۔ موصوف شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے شاگرد رشید ہیں۔ جو فراغت کے بعد ابتدائی کتب اور کچھ عرصہ بعد جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں مدرس اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتری امور میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے دور میں ناظم الامور رہے۔ ایک عرصہ سے غلہ منڈی ٹوبہ کی مسجد بلال کے خطیب چلے آرہے ہیں۔ ان کے خلف الرشید مولانا سعد اللہ لدھیانوی سلمہ معاون خطیب ہیں، ان کے حکم پر سال میں ایک مرتبہ جمعۃ المبارک کے موقع پر حاضری ہوتی ہے، چنانچہ امسال ۲۲/اپریل کا خطبہ جامع مسجد بلال میں ہوا۔

جامع مسجد ابوبکر شہزاد کالونی میں تربیتی نشست: جامع مسجد شہزاد کالونی ستیانہ روڈ فیصل آباد کے خطیب میرے مرشد ومربی حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کے جامعہ عبیدیہ کے استاذ الحدیث حضرت والا کے قریبی عزیز مولانا محمد طیب کے حکم پر ۲۲/اپریل مغرب سے عشاء تک تربیتی نشست میں حاضری ہوئی۔ نشست کی صدارت مولانا قاری سید احمد علی برادر اکبر مولانا سید فاروق ناصر شاہ نے فرمائی جبکہ فیصل بلال حسان، قاری سعید مدنی نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ راقم نے تقریباً ایک گھنٹہ تک مرزا قادیانی کے کردار و کریکٹر، کذب وافتراء، دجل وفریب پر لیکچر دیا، جس میں اہل محلہ نے بھرپور شرکت کی۔ ہمارے حضرت کے فرزند نسبتی سید نبیل شاہ اور جامعہ عبیدیہ کے استاذ مولانا عبدالقادر نے خصوصی شرکت کی۔ نماز عشاء کے بعد سوال وجواب کی نشست بھی منعقد ہوئی جس میں احباب نے خصوصی دلچسپی لی اور یہ سلسلہ عشاء کی نماز کے بعد تک جاری رہا۔ رات دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواز ٹاؤن میں مولانا عبدالرشید غازی

کی رفاقت میں گزاری۔

مدینۃ العلم میں بیان: ۲۳؍اپریل صبح ساڑھے دس بجے جامعہ مدینۃ العلم میں جامعہ کے مہتمم مولانا محمد نواس کی سرپرستی میں طلبا و اساتذہ کرام سے بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔ مدینۃ العلم کی بنیاد مولانا قاری محمد الیاس مدظلہ نے رکھی۔ موصوف اس وقت امریکا کے کسی شہر میں مدینۃ العلم چلا رہے ہیں۔ فیصل آباد میں آپ کے جانشین جامعہ کے مہتمم اور شیخ الحدیث مولانا محمد نواس مدظلہ ہیں۔

جامعہ فاروق اعظم میں خطاب: جامعہ کے بانی ہمارے حضرت الاستاذ مولانا عبدالحیٔ بہلوی نقشبندیؒ کے خلیفہ مجاز، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے شاگرد رشید مولانا سید نذیر احمد شاہ مدظلہ ہیں۔ جامعہ میں دورہ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ جامعہ میں ''تحریک ختم نبوت میں دارالعلوم دیوبند کا کردار'' کے عنوان پر بیان ہوا۔ جامعہ کے اساتذہ کرام اور طلبا نے دلجمعی کے ساتھ راقم کی گفتگو سنی اور آل پاکستان ختم نبوت کورس چناب نگر میں شرکت کا وعدہ کیا۔

جامعہ محمودیہ جھنگ میں خطاب: عصر کی نماز کے بعد جامعہ محمودیہ میں طلبا و اساتذہ کرام سے خطاب کا موقع ملا۔ جامعہ محمودیہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے نام پر مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ نے قائم کیا۔ س وقت مدرسہ کا اہتمام مولانا شہیدؒ کے فرزند ولانا مسرور نواز سلمہ، شیخ الحدیث مولانا عبدالرحیم ظلہ، خلیفۂ مجاز حضرت مولانا عبدالحیٔ بہلوی شبندیؒ کی سرپرستی میں چلا رہے ہیں۔ مولانا غلام ین مدظلہ مبلغ جھنگ کی قیادت میں جامعہ میں ضری اور خطاب کی سعادت نصیب ہوئی۔ ☆☆☆

پیو کی بھی سن لیں!

محمد عرفان ندیم

اس کام کا آغاز ٹائم مرر کمپنی کی طرف سے کیا گیا تھا، ٹائم مرر ایک پبلشنگ ادارہ ہے اور امریکا کا مشہور اخبار ٹائم مرر اسی کمپنی کی ملکیت ہے۔ اس ادارے نے ۱۹۹۰ء کی دہائی میں مختلف ریسرچ پروجیکٹ شروع کئے تھے، یہ پروجیکٹ سیاست، سماج اور مذہب کے متعلق تھے، کچھ عرصے بعد ''پیو چیئرٹیبل ٹرسٹ'' اس کا اسپانسر بن گیا اور اس کا نام ''پیو ریسرچ سینٹر'' رکھ دیا گیا۔ پیو ریسرچ سینٹر نے آنے والے دنوں میں عوام اور میڈیا کے لئے مختلف ریسرچ پروجیکٹ منعقد کئے، مختلف رپورٹس تیار کیں اور انہیں انٹرنیٹ پر پھینک دیا، انٹرنیٹ کے ذریعے یہ رپورٹس دنیا بھر کے میڈیا کے ہاتھ لگیں اور یوں پیو ریسرچ سینٹر امریکا کا مشہور تھینک ٹینک بن گیا۔ ۲۰۰۴ء میں واشنگٹن ڈی سی میں اس کا باقاعدہ افتتاح ہوا اور اینڈریو kohut اس کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ ۲۰۰۴ء سے اب تک پیو ریسرچ سینٹر ''پیو چیئرٹیبل ٹرسٹ'' کے ایک ذیلی ادارے کے طور پر کام کر رہا ہے اور اب تک اس کی بیسیوں رپورٹ اور ریسرچ پروجیکٹس منظر عام پر آچکے ہیں۔ یہ رپورٹس امریکا، تیسری دنیا کے ممالک، سیاست، مذہب، سماج اور اقتصادیات کے متعلق ہیں۔

کچھ ہی دن پہلے اس ادارے نے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں اپنی ایک رپورٹ شائع کی ہے۔ ادارے نے رپورٹ کی تیاری کے لئے گزشتہ سال ۵؍اپریل سے ۲۱؍مئی کے درمیان دنیا کے دس مسلم اکثریتی ممالک میں ۱۰ ہزار سے زائد افراد سے تین سوالات پوچھے تھے، لوگوں سے پوچھا گیا تھا کہ کیا ان کے ملکی قوانین سختی سے قرآنی تعلیمات کے مطابق ہونے چاہئیں یا صرف اسلامی اقدار اور اصول کے مطابق ہونا کافی ہے اور ان قوانین کو قرآن سے بالکل متاثر نہیں ہونا چاہئے۔ سروے میں شامل ۷۸ فیصد پاکستانیوں نے کہا کہ ملکی قوانین سختی سے قرآنی تعلیمات کے مطابق ہونے چاہئیں جبکہ ۱۶ فیصد نے کہا کہ قوانین کو اسلامی اقدار اور اصول کے مطابق تو ہونا چاہئے، مگر قرآن کی سخت پیروی نہیں کرنی چاہئے۔ صرف دو فیصد نے کہا کہ قوانین کو اسلام سے متاثر نہیں ہونا چاہئے۔ جائزے میں پورے ملک کے مختلف حصوں میں لوگوں سے یہ سوالات پوچھے گئے اور ان میں غیر مسلم بھی شامل تھے۔ دراصل یہاں سوال کرنے والوں نے بنیادی غلطی یہ کی ہے کہ قرآن اور اسلام کو دو الگ الگ چیزیں بنا کر پیش کیا ہے، حالانکہ قرآن اور اسلام کوئی الگ چیز نہیں، لہٰذا اس زاویے سے دیکھا جائے تو گویا ملک کے ۹۴ فیصد لوگوں کی رائے یہ ہے کہ یہاں اسلامی قوانین کا نفاذ ہونا چاہئے۔ صرف دو فیصد افراد کا کہنا ہے کہ ملکی قوانین قرآن وسنت کے تابع نہیں ہونے چاہئیں۔

رپورٹ کے مطابق اسلام ۲۰۷۰ء تک دنیا کا سب سے بڑا مذہب بن جائے گا اور اس طرح عیسائیت کی دو ہزار سال سے سب سے بڑا مذہب ہونے کی حیثیت ختم ہوجائے گی۔ دنیا بھر میں مسلمانوں کی نہ صرف تعداد بڑھ رہی ہے بلکہ جن علاقوں میں وہ رہتے ہیں، وہاں کی آبادی میں ان کا

حصہ بھی بڑھ رہا ہے۔ دنیا کے مذاہب کے مستقبل کے حوالے سے جاری رپورٹ میں کہا گیا ۲۰۱۰ء میں عیسائیت کو ماننے والوں کی تعداد ۶.۹ ارب آبادی کا ۳۱ فیصد یعنی ۲.۲ ارب تھی، مسلمانوں کی تعداد ۱.۶ ارب تھی، جو کل آبادی کا ۲۳ فیصد بنتا ہے، تاہم اگلی نصف صدی میں مسلمانوں میں شرح پیدائش میں اضافے کی وجہ سے ان کی تعداد بڑی تیزی سے بڑھے گی۔

یہ رپورٹ دنیا کی اسی زبانوں میں شائع کی گئی ہے۔ اس رپورٹ کی تیاری میں اکتالیس ممالک کے چالیس ہزار افراد کا سروے کیا گیا اور ان سے مختلف سوالات پوچھے گئے۔ دنیا کی کل مسلم آبادی کا تیرہ فیصد حصہ انڈونیشیا میں، گیارہ فیصد ہندوستان اور پاکستان میں آٹھ فیصد مسلمان بنگلہ دیش میں رہائش پذیر ہیں، جبکہ نائجیریا، مصر، ایران اور ترکی میں پانچ فیصد اور الجیریا اور مراکش میں دنیا بھر کے مسلمانوں کا دو فیصد رہائش پذیر ہے۔ اس طرح مسلمان ۴۹ ملکوں میں اکثریت میں ہیں۔ اہم مذاہب کے ماننے والوں کی تعداد اور ان کے رجحانات کے حوالے سے اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ عیسائی مذہب کے پیروکار دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں، اس کے برعکس ہندومت کے ماننے والوں کی بڑی تعداد ہندوستان میں ہی رہتی ہے۔ مسلمانوں میں کم عمر افراد بڑی تعداد میں ہیں اور ان میں تئیس سال کے نوجوانوں کی کثرت ہے، جبکہ مسلمانوں کے علاوہ دنیا بھر کی دیگر قومیتوں اور مذاہب کے ماننے والوں میں اٹھائیس سال کے افراد کی تعداد زیادہ ہے۔ عیسائی مذہب کے پیروکاروں میں زیادہ تعداد تیس برس کے افراد کی ہے جبکہ ہندومت کے پیروکاروں میں چھبیس سال کے نوجوانوں کی اکثریت ہے۔ اکتالیس مسلم ممالک ں مذہبی عبادات کا رجحان مردوں میں عورتوں کی بہ بت بہت زیادہ ہے۔ افریقہ، جنوبی اور جنوب رق ایشیا کے مسلم ممالک میں مقیم مسلمانوں میں دس میں سے آٹھ افراد یہ یقین رکھتے ہیں کہ ان کی زندگی میں مذہب انتہائی اہمیت رکھتا ہے، جبکہ مشرق وسطی اور شمالی افریقہ کے مسلمانوں میں دس میں سے چھ افراد مذہب کو اہمیت دیتے ہیں۔ وسطی ایشیا اور سابقہ سوویت یونین کی مسلم اکثریتی آبادی والے علاقوں کے پچاس فیصد افراد مذہب کو اپنی زندگی کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل قرار دیتے ہیں۔

میرے خیال میں ”امریکی پیو“ کی یہ رپورٹ ان تمام سیکولر دوستوں کو پڑھ لینی چاہئے، جو پاکستان میں سیکولرازم، سیکولرازم کھیلتے نہیں تھکتے۔ انہیں اب سیکولرازم کا ڈھنڈورا پیٹنے سے پہلے خواجہ آصف کو یاد کر لینا چاہئے، کیونکہ اب تو ان کے گھر کے فرد کی طرف سے گواہی آ چکی ہے۔ ویسے ہمارے یہ سیکولر دوست ہمیشہ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہر بات دلائل کے ساتھ کی جائے اور دلائل کی بنیاد پر جو سچائی نکھر کر سامنے آئے اسے اپنا لیا جائے، اب دیکھنا یہ ہے کہ دوسروں کو شدت پسندی، دلائل کی بنیاد پر بات کرنے اور اوروں کو اختلاف رائے کا طعنہ دینے والے خود اپنے موقف پر غور کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں یا نہیں؟ (روزنامہ اسلام کراچی، ۹ مئی ۲۰۱۶ء)

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، شبقدر

رپورٹ: عبدالمعبود حقانی

چارسدہ، شبقدر... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل شبقدر کے زیراہتمام عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس بتاریخ ۱۰ راپریل ۲۰۱۶ء بروز اتوار گورنمنٹ ہائر سیکنڈری اسکول سبحان فوڈ شبقدر کے وسیع وعریض گراؤنڈ میں منعقد ہوئی، جس میں ایک لاکھ کے قریب عاشقان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور ختم نبوت کے پروانوں نے شرکت کی۔ کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ چھ ماہ قبل ہوا تھا، جس کے لئے اکابرین ختم نبوت شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، حضرت مولانا قاضی احسان احمد اور دیگر علماء کرام و مشائخ عظام کو دعوت دی گئی تھی۔ کانفرنس سے ایک ماہ قبل تحصیل مجلس عاملہ اور یونین کونسلوں کے ساتھی متحرک ہوگئے تھے۔ پورے علاقے کے علماء و مشائخ اور مدارس کے مہتممین کو تحصیل مجلس عاملہ نے وفد کی صورت میں جاکر دعوت دی۔ شبقدر بازار اور کانفرنس کے راستے کو جابجا بینروں اور خوبصورت پینافلیکسز کے ذریعے سجایا گیا تھا۔ کانفرنس سے تین دن پہلے پنڈال کی تیاری اور دیگر انتظامات شروع ہوگئے تھے۔ تحصیل امیر مولانا ایاز احمد حقانی اپنے کابینہ کے ارکان کے ساتھ اور بارہ یونین کونسلوں کے ذمہ دار ساتھی ہمہ وقت پنڈال میں موجود اور اپنی اپنی مفوضہ ڈیوٹی انتہائی احسن طریقے سے انجام دے رہے تھے۔ کانفرنس سے ایک دن قبل آب رسانی، پارکنگ، استقبالیہ اور شامیانوں، قناتیں لگانے کا انتظام مکمل ہوچکا تھا۔

کانفرنس کے دن صبح سویرے مختلف یونین کونسلوں سے ختم نبوت کے پروانے جلوسوں کی شکل میں آرہے تھے اور شبقدر کے درودیوار ختم نبوت زندہ باد اور تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونج رہے تھے۔ کانفرنس کا باقاعدہ آغاز صبح ۸ بجے ہوا۔ کانفرنس کی صدارت عالمی مجلس تحصیل شبقدر کے امیر اور کانفرنس کے روح رواں حضرت مولانا ایاز احمد حقانی نے فرمائی جبکہ عبدالمعبود حقانی نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض انجام دیے۔

حافظ حسین احمد ایاز اور قاری نصیراللہ ندیم نے تلاوت کا شرف حاصل کیا جبکہ قاری فضل آمین شاہ، حافظ عبدالسلام عارف، حافظ سعد اللہ جان، قاری نادرشاہ اور فضل غفار نے وقفے وقفے سے نعت خوانی کی اور عشق ومحبت سے لبریز نعتیہ کلام اور ختم نبوت کی انقلابی نظموں سے حاضرین کے قلب وجگر کو گرمایا۔

پہلی نشست میں مہمان خصوصی شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ تھے۔ آپ نے عقیدۂ ختم نبوت پر تفصیل سے روشنی ڈال کر حاضرین کو قادیانی چالوں سے ہوشیار رہنے کی تاکید کی۔ آپ کے علاوہ جامع شریعت وطریقت حضرت مولانا عزیز الرحمن ہزاروی مدظلہ، حضرت مولانا مفتی عبداللہ شاہ، حاجی سید رحیم شاہ نے بھی بیانات کئے جبکہ مفتی طاہر اللہ درویش نے قراردادیں پیش کیں۔

ظہر کے بعد دوسری نشست شروع ہوئی، جس کے مہمان خصوصی حضرت مولانا قاضی احسان احمد تھے۔ حضرت نے انتہائی پُرجوش ولولہ انگیز جامع اور موثر بیان فرمایا، جس کو تمام شرکائے کانفرنس نے بے حد سراہا۔ آپ کے علاوہ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن مدظلہ، ترجمان ختم نبوت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ، مولانا خواجہ حسین احمد صدیقی مدظلہ اور مجلس کے ضلعی امیر حضرت مولانا پیر حزب اللہ جان مدظلہ نے عقیدۂ ختم نبوت پر خطبات ارشاد فرمائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل شبقدر کے امیر حضرت مولانا میاں ایاز احمد حقانی نے تمام معزز مہمانوں، عامۃ المسلمین، سرکاری اہلکاروں، صحافیوں، ختم نبوت کے رضاکاروں اور کارکنوں اور بالخصوص اسٹیج پر تشریف فرما علماء ومشائخ اور اکابرین ختم نبوت کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

صوبائی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ کی جامع اور موثر دعا سے یہ کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔ اس عظیم الشان کانفرنس کے انعقاد اور بہترین انتظامات کرنے پر مقررین، شرکائے کانفرنس اور عامۃ المسلمین نے منتظم اعلیٰ حضرت مولانا میاں ایاز احمد حقانی، مفتی طاہر اللہ درویش، مولانا عبدالمعبود حقانی، مولانا محمد الیاس حقانی، مولانا مہربان شاہ، مولانا میر شاہ گیلانی، قاری اشفاق، سید شبیر احمد باچا، مفتی منصف حقانی اور دیگر رفقاء کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

تحفظ ختم نبوت علماء کنونشن

رپورٹ: مولانا محمد قاسم

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: ''علما انبیائے کرام کے وارثین ہیں اور انبیا اپنی وراثت میں درہم و دینار نہیں بلکہ علم چھوڑ کر جاتے ہیں۔'' دوسری حدیث میں ارشاد نبوی ہے کہ: ''بنی اسرائیل کی قیادت کا فریضہ انبیائے کرام سرانجام دیا کرتے تھے، جب ایک نبی دنیا سے رحلت فرما جاتے تو ان کی جگہ دوسرے نبی تشریف لے آتے جب کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا البتہ میرے خلفا (جانشین) ہوں گے اور بہت زیادہ ہوں گے۔''

احادیث مذکورہ بالا میں علمائے امت کو انبیائے کرام علیہم السلام کا جانشین ، نائب اور وارث قرار دیا گیا ہے اور امت کی ہدایت و راہنمائی کا فریضہ ان پر عائد کیا گیا ہے، چناں چہ عوام کے عقائد و نظریات کی اصلاح کی فکر کرنا، ان کے اعمال و عبادات کی درستگی میں اپنا کردار ادا کرنا اور انہیں دین کے صحیح ڈگر پر گامزن رکھنے کی کوشش کرتے رہنا علمائے امت کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔

انہیں کی شان کو زیبا نبوت کی وراثت ہے
انہیں کا کام ہے دینی مراسم کی نگہبانی

عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد اور جز ہے اور اس کے تحفظ کے لئے کردار ادا کرنا پوری ملت اسلامیہ خصوصاً علمائے کرام کا فریضہ ہے ، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے مقام پر جو قربانیاں دیں ان میں سب سے زیادہ قربانیاں ان صحابہ کی تھیں جو قرآن کریم کے حفاظ ، قاری اور عالم تھے، چناں چہ بارہ سو شہدائے یمامہ میں ایسے صحابہ کی تعداد سات سو ہے۔

جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف علمائے اسلام کا کردار کسی تعارف کا محتاج نہیں علمی و تحقیقی کارناموں' مناظروں و مباحثوں اور قید و بند کی صعوبتوں و شہادتوں کی ایک داستاں ہے جس کا اختتام ابھی ہوا نہیں اور ایک کارواں ہے جو ابھی رکا نہیں، تھما نہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے قادیانیت کے خلاف ہر محاظ پر کامیابی علما ہی کی قیادت میں حاصل کی ہے، چناں چہ علما کے مقام و مرتبہ کا احساس کرتے ہوئے اور انہیں ان کے فرائض کی یاددہانی کرانے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی نے ''تحفظ ختم نبوت کنونشن'' منعقد کرانے کا فیصلہ کیا جو ۱۷ اپریل بروز اتوار صبح ۱۰ تا ۱ بجے گلستان جمعیت پنجابی سوداگران دہلی ہال ، دہلی کالونی میں انعقاد پذیر ہوا۔ کنونشن کا آغاز حافظ محمد یوسف کی تلاوت سے ہوا۔ مشہور نعت خواں مولانا حافظ محمد اشفاق نے حمد باری تعالیٰ اور بارگاہ رسالت میں ہدیہ نعت پیش کیا۔ نقابت کے فرائض راقم نے ادا کئے اور اپنی ابتدائی گفتگو میں کنونشن کے اغراض و مقاصد بیان کرنے کے بعد خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمہ اللہ کا فرمان پیش کیا جس میں حضرتؒ نے ائمہ و خطبائے مساجد سے اپیل کی ہے کہ مہینہ میں کم از کم ایک جمعہ اپنے بیان کے آخر میں دس منٹ عقیدہ ختم نبوت پر بات کرلیا کریں۔ مقامی عالم دین مولانا شفیع الرحمن نے اپنے بیان میں فرمایا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے لئے اپنا تن من دھن وارنے والے بہت خوش قسمت اور سعادت مند لوگ ہیں اور ایسے افراد کے ساتھ ہمارا وابستہ ہوجانا اللہ تعالیٰ کا ہم سب پر بہت بڑا احسان ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر کراچی کے مبلغ مولانا محمد اسحٰق مصطفیٰ نے کہا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم امت محمدیہ کے لئے روحانی والد کا درجہ رکھتے ہیں اور ہم سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد ہیں، اور مشاہدہ یہ ہے کہ روحانی اولاد نسبی اولاد سے بڑھ کر وفادار ہوتی ہے چناں چہ ہمیں بھی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ مہمانان خصوصی شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا اور مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی مدظلہم العالی تھے، ان کے بیانات کی افادیت کے پیش نظر مکمل بیانات ان شاء اللہ الگ سے شامل اشاعت کیے جائیں گے۔ کنونشن کا اختتام شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید، فاضل دارالعلوم دیوبند، یادگار اسلاف حضرت مولانا مطلع انوار مدظلہ العالی کی دعا پر ہوا۔

کنونشن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد، کراچی کے مبلغ مولانا عبدالحئی مطمئن ، جمعیت علمائے اسلام صوبہ سندھ کے نائب امیر قاری محمد عثمان ، مولانا قاری اللہ داد ، مولانا الطاف الرحمٰن، مولانا فیصل خلیل، مولانا عارف، مولانا نعمان ارمان مدنی، مفتی اسرار، مفتی ظفر سمیت علمائے امت اور زعمائے ملت کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

☆☆..........☆☆

موبائل فون کی نعمت کا صحیح استعمال کیجیے!

قسط:۳

مفتی محمد الیاس بن مولانا محمد زکریا میمن

موبائل فون میں بلااجازت گفتگو محفوظ کرنا یا اسپیکر کھول کر گفتگو سنانا:

موبائل فون سے ایک کبیرہ گناہ لوگوں کی گفتگو کی جاسوسی ہے، لوگ دوسری طرف سے آنے والی آواز کو اپنے موبائل میں محفوظ (Record) کرلیتے ہیں، جسے بعد میں مختلف مقاصد کے لئے کھول دیتے ہیں، جس کا سامنے والے کو کوئی علم نہیں ہوتا، اگر وہ بات ان کو پتا چل جائے تو ناراض ہوجائے یا سنبھل کر بات کرے۔ عام حالت میں بلااجازت موبائل فون میں کسی کی گفتگو محفوظ کرنا یا بات دوسروں کو سنانا جائز نہیں، کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجلسوں میں کی گئی بات امانت ہے۔" اور ٹیپ کرنے کی وجہ سے یہ امانت محفوظ نہ رہے گی بلکہ اس کے دوسرے تک پہنچنے کا امکان ہے اور اس طرح یہ خیانت ہوگی جو کہ حرام ہے۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا: "جس کے اندر امانت نہیں اس کا دین کامل نہیں۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۱۷)

موبائل فون کی اسکرین پر اللہ اور رسول کا نام محفوظ کرنا:

موبائل فون سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں کی بہت بے ادبی ہوتی ہے جو کہ جان بوجھ کر کرنا حرام ہے، اگرچہ موبائل فون کی اسکرین پر اللہ تبارک وتعالیٰ اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام، قرآنی آیات وغیرہ لکھنا فی نفسہ درست ہے، لیکن ان آیات وغیرہ کے ظاہر ہونے کے حالت میں ہاتھ میں لے کر استنجاخانے میں لے جانا درست نہیں، ایسی جگہوں پر جانے سے پہلے موبائل کو بند کردینا چاہئے یا کم از کم جیب کے اندر رکھ لینا چاہئے تاکہ ان مقدس کلمات کی بے ادبی نہ ہو۔ شامی میں ہے:

"اگر انگوٹھی پر اللہ تعالیٰ یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک نقش ہو تو بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت مستحب یہ ہے کہ جیب میں ڈال دی جائے۔" (شامی، ج:۱، ص:۵۲۰)

اسی طرح جس موبائل کی اسکرین پر اللہ تبارک وتعالیٰ اور پیغمبر علیہ السلام کا نام واضح ہو اس کو پاجامہ یا پینٹ کی جیب میں رکھنا بے ادبی ہے اور جس وقت وہ کلمات اسکرین پر نظر آرہے ہوں تو پورے موبائل کو بغیر وضو کے چھونا درست نہیں ہے۔ (شامی)

بلاعذر فون کا جواب نہ دینا:

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتی رہتی ہے بعض لوگ کوئی پرواہ نہیں کرتے، نہ پوچھتے ہیں کہ کون ہے؟ اور کیا کہنا چاہتا ہے؟ یہ اسلامی اخلاق کے خلاف اور بات کرنے والے کی حق تلفی ہے، جیسے حدیث میں آیا ہے: "جو شخص آپ کی ملاقات کو آئے اس کا تم پر حق ہے کہ اس سے بات کرو اور بلاضرورت ملاقات سے انکار نہ کرو۔" اسی طرح جو آدمی ٹیلیفون پر آپ سے بات کرنا چاہتا ہے اس کا حق ہے کہ آپ اس کا جواب دیں۔

کسی کی بات چھپ کر سننا:

کوئی انسان اپنے راز کا اظہار پسند نہیں کرتا لیکن بعض اوقات باتوں ہی باتوں میں آدمی غیر شعوری طور پر راز کی باتیں زبان پر لے آتا ہے یا اپنے گھر والوں سے ایسی گفتگو ہوجاتی ہے کہ دوسرے لوگوں کے سامنے وہ یہ اظہار نہیں کرنا چاہتا۔ اس لئے کوئی اپنے گھر والوں یا دوستوں سے بات کررہا ہو تو چھپ کر ایکسٹینشن وغیرہ سے اس کی باتوں کا خواہ مخواہ کھوج لگانا اور اس کی باتیں سننا تجسس ہے جو کہ شرعاً ناجائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

"جو شخص کسی قوم کی باتیں (چھپ کر) سنے

اگرچہ موبائل آج کے دور میں ضرورت بن چکا ہے مگر ضرورت سادہ موبائل سے بھی آسانی کے ساتھ پوری ہوسکتی ہے۔ تاہم اگر مہنگا اور کیمرے دار موبائل رکھا جائے تو غرور اور غلط استعمال سے بچا جائے کہ یہ دونوں کام نعمت کی ناشکری اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ذریعہ ہیں

گا اور وہ لوگ اس بات کو ناپسند کرتے ہوں تو اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالیں گے۔" (بخاری شریف)

موبائل چوری کرنا ظلم اور حرام ہے:

عوامی رابطوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ راہزنوں اور چوروں کے لئے بھی راستے کھل گئے ہیں۔ راہ چلتے ہوئے کہیں سے بھی اچانک موبائل فون چھن جانا کوئی بڑی بات ہی نہیں۔ انسان کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ کب....؟ اس کو گھیر کر اس سے موبائل فون چھین لیا جائے، اس طرح کرنا حرام ہے اور قرآن مجید میں ایسے شخص کے ہاتھ کاٹ دیئے جانے کا حکم ہے۔ (المائدہ:۳۸)

قیامت کے روز کسی کا ایک پیسہ دبانے پر سات سو مقبول نمازیں دینی پڑیں گی۔ راستوں پر ہونے والے جرائم میں حد درجہ اضافہ ہو چکا ہے، لوگوں کو پیسہ کمانے کا آسان ذریعہ مل گیا ہے۔ راستوں میں، گلیوں میں، بسوں کے اندر، ہوٹلوں میں، شادی بیاہ کی تقریبات میں غرض کہیں بھی یہ "متاع عزیز" انسان سے چھینی جاسکتی ہے اور جب ان کو اس چوری سے اتنی زیادہ قیمت ملتی ہے تو ان کو اور ہمت ملتی ہے یعنی اس طرح ان کے اس گناہ میں موبائل والا بھی شریک ہوتا ہے اور گناہ کا سبب بننا بھی گناہ ہے۔ اس لئے ضرورت کی چیز کو ضرورت کی حد تک جائز کاموں میں خرچ کرنے کے لئے اپنے پاس رکھنا چاہئے۔

موبائل کی نعمت پر غرور اور تکبر کرنا:

اللہ تعالیٰ کی کسی بھی نعمت پر تکبر کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور نعمت چھن جانے کا سبب ہے۔ بالخصوص موبائل کی نعمت کے بارے میں عرض ہے کہ آج کل جدید سے جدید موبائل سیٹ مارکیٹ میں دستیاب ہیں اور ان کی تشہیری مہم پر لاکھوں روپے صرف کیا جارہا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کے پاس اعلیٰ سے اعلیٰ موبائل سیٹ ہو جو نہ صرف دکھاوے کے لئے کام آسکے بلکہ اس سے اپنی شخصیت کو نمایاں کرنے کا بھی بھرپور موقع مل سکے۔ بار بار بلاوجہ اپنے کو فون میں مصروف ظاہر کرکے یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ وہ ایک اہم اور مصروف شخصیت ہے حالانکہ حدیث پاک میں ہے کہ: "وہ آدمی جو ایسی چیز ظاہر کرتا ہے جو اسے میسر نہیں تو وہ جھوٹا لباس پہننے والا ہے۔"

اگرچہ موبائل آج کے دور میں ضرورت بن چکا ہے مگر ضرورت سادہ موبائل سے بھی آسانی کے ساتھ پوری ہوسکتی ہے۔ تاہم اگر مہنگا اور کیمرے دار موبائل رکھا جائے تو غرور اور غلط استعمال سے بچا جائے کہ یہ دونوں کام نعمت کی ناشکری اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ذریعہ ہیں۔

گاڑی اور موٹر سائیکل چلاتے ہوئے موبائل فون سننا یا کال کرنا:

ڈرائیونگ کے دوران موبائل فون استعمال کرنا (سننا یا کال کرنا) قانوناً بھی جرم ہے اور شرعاً بھی صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ حرکت کئی قیمتی انسانی جانوں کا نذرانہ وصول کر چکی ہے، لیکن اس کے باوجود وقت بچانے اور پیسہ کمانے کی دھن میں عوام اس طرح کرتی ہے جبکہ وطن عزیز میں ٹریفک روز بروز بگڑتی ہوئی صورت حال شہر کی خراب، خستہ حالت، ٹوٹی ہوئی اور گہرے گہرے کھڈوں سے، جگہ جگہ سے کھدی ہوئی سڑکیں اور اس حالت میں فون سنتے، کرتے ہوئے گاڑی، موٹر سائیکل چلانا اور پھر کسی بھی حادثے سے محفوظ رہنا کسی بھی کرامت سے کم نظر نہیں آتا۔ لیکن یہ کرامت ہر وقت اور ہر کسی کے ساتھ نہیں ہوتی بلکہ اکثر اوقات ایسے خطرناک اور جان لیوا حادثات کا سبب بنتی ہے کہ جنہیں دیکھنے اور سوچنے سے بھی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور عقل حیران ہوجاتی ہے۔ اس لئے ہلاکت کے اس سبب سے بچنا ضروری ہے۔

محلے والوں کا مسجد کی بجلی سے موبائل چارج کرنا:

مقیم شخص کا مسجد کی بجلی سے موبائل فون چارج کرنا درست نہیں ہے، اگر چارج کیا تو عوض ادا کرنا ضروری ہے۔ علماء کرام نے تو بلاضرورت مسجد کے بیت الخلا اور وضوخانے استعمال کرنے کو بھی بے ادبی اور نامناسب لکھا ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، ج:، ص:۱۱۰)

ایسے وقت میں کسی کو فون کرنا، جس سے نیند یا نماز خراب ہو:

کسی شخص کو ایسے وقت موبائل پر مخاطب کرنا جو عادتاً اس کے سونے یا دوسری ضروریات میں یا نماز میں مشغول ہونے کا وقت ہو اور فون کرنے والے کو اس کا علم ہو بلاضرورت شدیدہ جائز نہیں، کیونکہ اس میں بھی وہی ایذا رسانی ہے جو کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونے اور اس کی آزادی میں خلل ڈالنے سے ہوتی ہے۔ اس لئے جس شخص سے ٹیلی فون پر بات چیت کثرت سے کرنی ہو تو مناسب یہ ہے کہ اس سے دریافت کرلیا جائے کہ آپ کو ٹیلی فون پر بات کرنے میں کس وقت سہولت ہوتی ہے؟ پھر اس کی پابندی کرے تاکہ اس کی ایذا رسانی سے بچا جاسکے۔

موبائل سے لمبی بات کرکے مسلمان کو تکلیف پہنچانا:

موبائل پر اگر کوئی طویل بات کرنا ہو تو مخاطب سے دریافت کرلیا جائے کہ آپ کو ذرا سی فرصت ہو تو میں اپنی بات عرض کروں؟ اکثر اوقات مطلوبہ شخص بیماری کی حالت میں یا کسی ایسے شخص کے سامنے ہوتا ہے کہ تفصیل سے گفتگو کرنا اس کے لئے ممکن نہیں ہوتا ایسے لوگوں میں موجود ہوتا ہے جن سے قطع کلامی کرکے آپ کی کال سننے کے قابل نہیں ہوتا یا کسی اہم کام میں مصروف ہونے کے باعث فوری طور پر فون سننے کے قابل نہیں ہوتا اس لئے

فون پر رابطہ ہونے کی صورت میں سلام، تعارف کے بعد مخاطب سے پوچھ لیں کہ لمبی بات ہوسکتی ہے؟ کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی آنے پر آدمی طبعاً مجبور ہوجاتا ہے کہ فوراً معلوم کرے کہ کون کیا کہنا چاہتا ہے اور اس ضرورت سے وہ کسی بھی حال میں اور اپنے ضروری کام میں ہو تو اس کو چھوڑ کر ٹیلی فون اٹھاتا ہے، کوئی بے رحم آدمی اس وقت لمبی بات کرنے لگے تو سخت تکلیف محسوس ہوتی ہے اور یہ شرعاً گناہ ہے۔

موبائل سے فضول میسج بھیج کر مسلمان کو تنگ کرنا:

بعض لوگ بلاضرورت میسج بھیج دیتے ہیں اور مس کالیں کرنا اور قصداً تفریح کے لئے رانگ نمبر ملانا تو بعض لوگوں کی عادت بن چکی ہے، وہ لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ جس کو مس کال کی جارہی ہے وہ مصروف ہوگا، اس کا وقت ضائع ہوگا، میسج سے اس کو تکلیف ہوگی۔

جس کے موبائل پر بلاضرورت میسج اور مس کالیں آئیں وہ شخص پریشان ہوجاتا ہے اور یکسوئی سے کوئی کام نہیں کرپاتا۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو بالخصوص نوجوانوں کو اس قسم کی حرکات سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

موبائل سے دوستی کی بنیاد پر عورت کا باپ کی رضامندی کے بغیر غلط جگہ شادی کرنا:

ماں باپ اولاد کے لئے چاہتے ہیں کہ فلاں جگہ شادی کی جائے زیادہ مناسب ہے، دونوں کے درمیان ہر اعتبار سے جوڑ ہے اور بچی نے ٹیلی فون کے ذریعہ کسی اور کو دل میں بسایا ہوتا ہے، نہ کوئی جوڑ نہ کوئی حساب، پورے خاندان کی سمجھ میں نہیں آرہا ہوتا ہے مگر لڑکی ہے کہ ماننے کو تیار نہیں اور یہ بے وقوفی ہوتی ہے۔ اگر اسی لڑکے سے شادی کرلی جائے تو عاشق مزاج لڑکا اتنا زندگی میں رولائے کہ یہ ساری زندگی روتی رہے، مگر باتوں کے چکر میں آکر اس کو سمجھ نہیں آتی کہ میرے لئے اچھا کیا ہے؟ اور برا کیا ہے؟ تو نوجوان بچے بچیوں کو چاہئے کہ اپنے مستقبل کا فیصلہ خود نہ کریں، مصیبت میں نہ پڑیں، اس میں اپنے ماں باپ کے مشورے کو اہمیت دیں۔ جنہوں نے پال پوس کر بڑا کیا، جتنا درد ان کو ہوگا اتنا درد کسی اور کو نہیں ہوگا، چنانچہ بعض فسادی لڑکے ایک وقت میں دو دو چار چار چھ چھ لڑکیوں کے ساتھ وہی باتیں کررہے ہوتے ہیں، لڑکی سیریس ہوتی ہے اور اس کو یہ پتا نہیں ہوتا کہ دوسری طرف فقط وقت گزاری ہورہی ہے، اس لئے نوجوان بچیوں کو چاہئے کہ فون کو ہاتھ لگانے سے پہلے سوچیں کہ کہیں یہ فون میری زندگی برباد کرنے کا سبب نہ بن جائے۔

(جاری ہے)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- دفاتر ختمِ نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام
صدقاتِ جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ،
صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجئے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا
ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمہ اللہ
امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ
خواجہ عزیز احمد
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا حافظ
ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا
عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4583486, 061-4783486

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.